REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

BADR WEEKLY, QADIAN-143516.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۵۰ ۔ جلد ۴۰

قائمقام ایڈیٹر: محمد کریم الدین شاہد

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ ۔ محمد نسیم خان

شرح چندہ

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ ۱۴۳۵۱۶

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۵ جمادی الثانی ۱۴۱۲ ہجری ۔ ۱۲ فتح ۱۳۷۰ ہش ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازی عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ۔

خطبہ جمعۃ المبارک

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دل جیتے تھے جو آپ پر فدا ہونے کے لئے تڑپ رہے تھے

تبلیغ کیلئے صبر کی بڑی ضرورت ہے حکمت کے علاوہ دعاؤں کی بڑی ضرورت ہے

وقت بہت کم رہ گیا ہے زمانہ تیزی سے آگے نکل رہا ہے اس کمی کو دعاؤں کے ذریعہ پوری کرنیکی کوشش کریں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۸ نبوت ۱۳۷۰ ہش / نومبر ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر پی۔ ایس لندن کا قلمبند کردہ یہ غیر مطبوعہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ٥

(سورۃ النحل: آیت ۱۲۶)

اور پھر فرمایا:۔

یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس جہاد کے مضمون کو بیان فرماتی ہے جو حقیقی اور اول اور افضل جہاد ہے یعنی اپنے رب کی طرف بنی نوع انسان کو بلانا۔ یہ جہاد کیسے کیا جائیگا ان ہتھیاروں سے یہ جنگ لڑی جائیگی اس کے متعلق یہ آیت کریمہ فرماتی ہے کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ اپنے رب کی راہ کی طرف بنی نوع انسان کو حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ ... کے ساتھ نہیں، ڈانٹ ڈپٹ کر اور دھمکا کر نہیں بلکہ حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور نیک نصیحت کے ذریعے، ایسی دلکش نصیحت کے ذریعے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور بالآخر اگر مقابلہ کرنا ہی پڑے تو بہترین رنگ میں مقابلہ کرو۔ سب سے اچھے دلائل کو اختیار کرو۔ احسن رنگ یعنی دلکش انداز میں ان دلائل کو پیش کرو کیونکہ مقصد دل جیتنا ہے نہ کہ لوگوں کو شکست دینا۔ پس یہ اول اور حقیقی جہاد ہے جس کی طرف قرآن کریم ہر مومن کو بلاتا ہے اور اس جہاد کے اسلوب سے بڑے واضح طور پر آگاہ فرماتا ہے۔ وہ ہتھیار بھی بیان کر دیئے جو اس جہاد میں استعمال ہوں گے۔ اس آیت کریمہ کے علاوہ اسی مضمون پر اور بھی آیات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ تبلیغ کے لئے صبر کی بڑی ضرورت ہے۔ حکمت کے علاوہ دعاؤں کی بڑی ضرورت ہے۔ چنانچہ

انبیائے کرام کے طریق تبلیغ

کو جو قرآن کریم نے کھول کر بیان فرمایا اس میں دعاؤں کا مضمون بھی ساتھ ساتھ اس طرح شامل ہے جیسے زندگی کے ساتھ سانس شامل ہوں اور یہاں حکمت کے لفظ کو تو اختیار فرمایا۔ موعظہ حسنہ کا ذکر کیا اور جادلھم بالتی ھی احسن کا ارشاد ہوا لیکن دعا کا ذکر نہیں۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ حکمت کے اندر سب سے پہلے دعا آتی ہے کیونکہ حکمت سے مراد یہ ہے یعنی مختلف معانی لفظ حکمت کے ہیں لیکن اس مضمون سے تعلق میں خصوصیت کے ساتھ حکمت کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے مقصد کو کم سے کم کوشش اور کم سے کم نقصان کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ احسن رنگ میں حاصل کرو دراصل ہر جگہ زندگی کے ہر شعبہ

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

پر حکمت کا یہی مضمون اطلاق پاتا ہے۔ وہ کام جو کم سے کم کوشش، کم سے کم جدوجہد کے ذریعہ کرنے کی کوشش کی جائے لیکن شرط یہ ہو کہ زیادہ سے زیادہ نتائج حاصل ہوں پس کم سے کم کا فیصلہ زیادہ سے زیادہ کا نتیجہ کریگا۔ اگر زیادہ سے زیادہ نتیجہ حاصل کرنے کے لئے زیادہ محنت درکار ہے تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ پھر زیادہ محنت کی جائے۔ مگر بے ضرورت محنت نہ کی جائے اور بے کار محنت نہ کی جائے۔ ایسی کوشش نہ کی جائے جو نتیجہ خیز نہ ہو اور جو مضمون سے بے تعلق ہو۔ اس سلسلہ میں چونکہ مومن کی ہر تدبیر کارگر ہونے کے لئے دعا کی محتاج رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اس لئے حکمت کے لفظ میں سب سے پہلے دعا کا مضمون شامل ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عظیم الشان انقلابی فتح اپنے مدمقابل پر حاصل فرمائی اور گنتی کے چند سالوں میں یہ حیرت انگیز روحانی معجزہ کر دکھایا کہ سارے عرب کی کایا پلٹ دی۔ ایسے مخالف اور جاہل عرب کی کایا پلٹ دی جو کلیۃً متحد ہو کر آپ کو اور آپ کے پیغام کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر تلا بیٹھا تھا، ایسا عجیب انقلاب وہاں برپا ہوا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ

(فصّلت: ۳۵)

اچانک تو یہ دیکھے گا کہ وہ لوگ جو میری ہدایت کے مطابق حکمت اور موعظہ حسنہ وغیرہ سے تبلیغ کرتے ہیں اور صبر سے کام لیتے ہیں ان کی کوششیں ایک حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیں گی۔ اِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ اچانک تو یہ دیکھے گا کہ وہ جو تیرے خون کا پیاسا تھا جو تیرا دشمن تھا وہ تیرا جانثار دوست بن چکا ہے۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے محض رسماً نام تبدیل نہیں کئے اور عقلاً قائل نہیں کیے بلکہ دل جیتے ہیں اور ایسے دل جیتے جو آپ پر فدا ہونے کے لئے تڑپتے رہے۔ یہ وہ آخری مقصد ہے جو تبلیغ کا آخری مقصد ہے اور اس کے حصول کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا سب سے بڑا اور کارگر ہتھیار دعا تھی ہر قدم پر دعا فرمائی۔ یہاں تک کہ جب آپ سب سے زیادہ مظلوم ہوئے اور دکھوں میں مبتلا کئے گئے تو اس وقت جبکہ بددعا کا وقت ہوتا ہے اس وقت بھی آپ کے قلب مطہر سے اپنے دشمنوں کے لئے دعا نکلی اور دعا بھی ہدایت کی دعا نکلی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی کی دعائیں تھیں جنہوں نے یہ انقلاب برپا کیا اور حکمت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ جب دل دکھا ہوا ہو اور بے اختیار بددعائیں پھوٹنے کو تیار ہوں تو اس وقت خدا تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لانے کے لئے انسان اپنے جذبات کو قربان کرتے ہوئے ظالموں کے حق میں ہدایت کی دعا کرے۔ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ لیکن مظلوم کی دعا جو اپنے دشمنوں کے خلاف ہونے کی بجائے ان کے حق میں ہو اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کے لئے قبولیت کے سوا رہ کیا جاتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے تبلیغ کے سلسلہ میں ہمیں حکمت کا سب سے پہلا اور سب سے اہم گُر یہی سمجھایا کہ دعائیں کرو اور دعاؤں پر بھروسہ رکھو۔ ہر حال میں دعائیں کرو اور دعاؤں کے ذریعہ تمہاری جنگ جیتی جائیگی۔ یہ تمہارا سب سے طاقتور سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قابل اعتماد ہتھیار ہے جس کے سوا خدا کی راہ میں کامیابی کے ساتھ دعوت نہیں دی جاسکتی۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سی آیات کریمہ جن میں انبیاء اور دیگر بزرگوں کی تبلیغ کا ذکر ہے ان میں دعا کا مضمون سب جگہ شامل ہے۔

حضرت موسیٰ جب فرعون سے محو گفتگو ہیں بار بار خدا کی طرف توجہ جاتی ہے۔ خدا کے حوالے دیتے ہیں، خدا پر توکل کی بات کرتے ہیں۔ آپ کے وہ متبعین جنہوں نے اس مناظر اور مقابلے کے وقت آپ کے نئے پیغام کو قبول کیا اور خدا اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے جب فرعون ان کو دھمکیاں دیتا ہے تو معاً ان کی توجہ بھی دعا ہی کی طرف جاتی ہے اور خدا پر بھروسہ کا ذکر کرتے ہیں۔ غرضیکہ انبیاء کی جدوجہد قرآن کریم میں جگہ جگہ پھیلی پڑی ہے اور انبیاء کے ماننے والوں کی جو باتیں بیان ہوئی ہیں ان میں سب سے زیادہ اہمیت ان کے خدا پر توکل کو دی گئی اور خدا پر توکل کے نتیجے ہی میں جو دعائیں دل سے پھوٹتی ہیں وہی کارگر ثابت ہوئیں اور انہی کے ذریعہ انقلاب عظیم برپا ہوا۔ پس وہ کام اور وہ بظاہر بہت ہی مشکل کام جس کی طرف میں نے جماعت کو بلایا ہے وہ آسان ہو جائے گا اگر آپ بھی یہی ہتھیار استعمال کریں جو بارہا آزمائے جاچکے ہیں۔ یہ ایسا نسخہ نہیں جو نیا ہو اور انوکھا ہو اور پتہ نہیں کہ اس کے کیا نتائج مترتب ہوں گے بلکہ ایسا نسخہ ہے کہ جو ازل سے آج تک جب بھی استعمال ہوا ہمیشہ کارگر ثابت ہوا۔ پس جب میں آپ سے یہ کہتا ہوں، کہ ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہیئے اور یہ جدوجہد بھی کرنی چاہیئے اور خدا کے در سے یہ امید رکھنی چاہیئے کہ ہم اپنی زندگیوں میں ایک کروڑ احمدی اور بنالیں، ایک کروڑ ایسی روحیں خدا کی راہ میں آپ کے قدموں میں ڈال دیں جو اس سے پہلے خدا سے برگشتہ تھیں یا خدا کے لئے اجنبی تھیں تو یہ اتنا بڑا کام نہیں جتنا بظاہر دکھائی دیتا ہے کیونکہ دعاؤں کے نتیجہ میں بہت بڑے بڑے کام آسان ہو جایا کرتے ہیں۔ پہاڑ ٹل سکتے ہیں اور یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ اگر تم میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا اور تم پہاڑوں کو اپنی طرف بلاؤ گے تو وہ تمہاری طرف آجائیں گے۔ اس سے ظاہری پہاڑ مراد نہیں ہیں بلکہ وہ سرکش قومیں ہیں جو خدا کا پیغام سننے کے لئے تیار نہیں۔ ان کو ایمان اور دعا کی دولت سے ہلایا جاسکتا ہے۔ بہرحال یہ وہ سب سے اہم ذریعہ تبلیغ ہے جس کی طرف جماعت کو جس سنجیدگی سے توجہ کرنی چاہیئے اس سنجیدگی سے توجہ نہیں کر رہی۔ میں اس لئے یہ بات یقین سے کہہ رہا ہوں کہ اگر اس سنجیدگی سے توجہ کی جاتی تو وہ نتیجہ ضرور نکلتا تھا جو پہلے نکلتا آیا ہے

اللہ تعالیٰ کے قوانین تبدیل نہیں ہوا کرتے

قانون قدرت نے دیکھیں آپ کو یہ سکھایا کہ محنت کر کے زمین تیار کرو اور اس میں بیج ڈالو تو وہ بیج ضرور سبز کھیتوں کی شکل میں پھوٹے گا اور جتنا ڈالا ہے اس سے بہت زیادہ تمہیں واپس کریگا۔ یہ ایک ایسا قانون قدرت ہے جو سوائے استثنائی ابتلاؤں کے ہمیشہ کارگر رہا ہے اور کبھی بھی یہ نسخہ ناکام نہیں ہوا۔ پس کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ روحانی دنیا میں ایک دستور جاری فرمائے، ایک قانون بنائے اور وہ لوگ جو اس دستور پر، اس قانون پر اللہ کی رضا کی خاطر عمل کرنے والے ہوں ان سے اس قانون کی منفعتیں چھین لے اور ان کو اس کے نفع سے محروم کر دے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا اور کبھی ہوا نہیں۔ ساری تاریخ انبیاء ساری تاریخ مذاہب ہمیں بتا رہی ہے کہ دعا ہمیشہ کارگر ثابت ہوئی ہے اور دعا کے نتیجہ میں سعید روحوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں کھنچے ہوئے دوڑتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہونے کی توفیق ملتی رہی ہے۔

پس دعا پر سنجیدگی سے توجہ نہیں دی جارہی۔ بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہم تبلیغ کر رہے ہیں لیکن نتیجہ نہیں نکل رہا۔ دعا کرتے ہیں لیکن نتیجہ نہیں نکلتا۔ بعض دفعہ میں جانتا ہوں کہ وہ اپنی دعائیں بھی مخلص ہیں لیکن دعا کے علاوہ تبلیغ کے مضمون میں صبر کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے بعض دفعہ بعض عمل جلدی پھل لاتے ہیں۔ بعض ذرا دیر میں پھل لاتے ہیں۔ مختلف قسم کی زمینیں ہیں جن پر کام ہوا کرتے ہیں۔ مختلف قسم کے بیج ہیں جو بوئے جاتے ہیں۔ بعض بیج ہیں جو آج بوؤ تو کل ان سے ہریالی نکل آتی ہے۔ مثلاً مکئی کے دانے مجھے یاد ہے بچپن میں ہم خاص طور پر اس لئے بویا کرتے تھے کہ بہت جلدی ان سے روئیدگی پھوٹتی ہے اور بہت جلدی جلدی مکئی کا سرسبز و شاداب پودا آنکھوں کے سامنے بڑھتا ہے لیکن بعض بیج ایسے ہیں جو بہت لمبا وقت لیتے ہیں۔ زمینوں کے ساتھ بھی اس مضمون کا تعلق ہے بعض زمینیں دیر سے بیجوں میں اثر پیدا کرتی ہیں اور ان کو پھوٹنے کے لئے اجازت دیتی ہیں۔ بعض زمینیں جلدی اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ جب میں سری لنکا سیلون بوٹینیکل گارڈن دیکھنے گیا تو وہاں مجھے ایک درخت دیکھ کر تعجب ہوا جس کے متعلق پتہ لگا کہ ہزاروں سال پرانا ہے اور اس کا پھل میچور (MATURE) ہونے یا بالغ ہونے میں بہت سے سال لگتے ہیں۔ دس پندرہ سال تک وہ پھل آہستہ آہستہ بڑھتا رہتا ہے۔ اس پر مجھے اب بعینہٖ یقین سے تو یاد نہیں، مگر ۴۰ سال یا اس سے زیادہ مدت اس نے بتائی کہ اس عرصہ میں اس کا بیج پھوٹ کر پودا مناسب قد کو پہنچتا ہے یعنی جوان ابھی نہیں ہوا ہوتا لیکن باقاعدہ ایک پودے کی شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے۔ اس عمل کے لئے ۴۰ سال درکار ہیں تو اگر کوئی بے صبرا دعا کرنے والا اس بیج پر دعا کرتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے پہلے مر جاتا کہ وہ پودا بڑا ہو کر پھل لانے کے قابل ہوتا کیونکہ ۴۰ سال کے بعد اس کی بلوغت کا دور شروع ہوتا ہے اور پھر ایک لمبا عرصہ اس کو پھل لانے میں لگتا ہے تو اللہ کے قوانین جاری و ساری ہیں اور ضرور عمل دکھاتے ہیں لیکن یہ قوانین جن حالات پر صادر ہوتے ہیں وہ حالات بھی تو بدلتے رہتے ہیں۔ ان کی کیفیات مختلف ہیں۔ کچھ حالات خدا کے ایک قانون کے تابع ہیں کچھ دوسرے قانون کے تابع ہیں۔ لیکن ایسے لوگ جو بے صبری دکھاتے ہیں وہ بعض دفعہ اپنی ذات پر یا خدا کی ذات پر بدظنی کر دیتے ہیں کہ یا ہماری دعاؤں میں کوئی اثر ہی نہیں یا خدا سنتا نہیں۔ ان کو بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ پس اپنی کیفیت کو درست کریں۔ اللہ کی ذات پر کامل توکل رکھیں۔ دعا اس طرح کریں جیسا کہ دعا کرنے کا حق ہے اور صبر کو اختیار کریں اور اپنی طرف سے سب کچھ خدا کے حضور حاضر کر دیں۔ پھر یاد رکھیں کہ پھل پھول لانا اسی کا کام ہے۔ پیارا مجر لکھنوی والوں کا یا مجھے یاد نہیں رہا کہ کن کا وہ پنجابی کا شعر ہے

بہرحال کسی صوفی بزرگ کا ہے کہ مالی کا کام تو یہ ہے کہ وہ محنت کرے، درخت لگائے اور پھر بھر بھر مشکیں ڈالے آگے مالک کا کام ہے پھل پھول لائے نہ لائے، یہ اس کا کام ہے۔ یہ مالی کے اختیار کی بات نہیں۔ اس کے سپرد جو کام ہے وہ بہرحال کرے اور پھر باقی معاملہ خدا کے سپرد کر دے۔ یہ تبلیغ کا وہ مضمون ہے جو دعا سے اور صبر سے تعلق رکھتا ہے۔

اس ضمن میں میں ایک اور بات واضح کرنی چاہتا ہوں کہ خدا کے سپرد کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ذمہ داری خدا پر پھینک دے اور جب یہ سوال پیدا ہو کہ تمہاری کوششوں کو پھل نہیں لگ رہے تو آدمی بڑی بیزاری سے یا بے تعلقی سے یہ کہہ دے کہ جی! میں نے جو کرنا تھا کر لیا آگے اللہ کی مرضی۔ یہی بات کہ اللہ کی مرضی اور اللہ کا اختیار ایک صوفیانہ جذبۂ عشق کے ساتھ بھی بیان کی جاتی ہے اور ایک نہایت گستاخانہ بیہودہ طریق پر بھی بیان کی جاتی ہے بات ایک ہی ہوتی ہے مگر اس کے نتائج بالکل مختلف نکلتے ہیں۔ وہ لوگ جو خدا کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی محبت میں پگھل کر یہ کہتے ہیں کہ وہ مالک ہے جب چاہے گا دے گا اور ہم اس کی رضا پر ہر حال میں راضی ہیں یہاں تک کہ وہ نہ بھی دے گا تب بھی راضی ہیں اس بات میں ایک غیر معمولی جذب پایا جاتا ہے جو اللہ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے بعض عظیم الشان کام دکھاتا ہے۔

بعض دفعہ بعض دعائیں اس اظہار کے نتیجہ میں مقبول ہو جاتی ہیں حالانکہ انسان کے دل کی کیفیت تو وہی رہتی ہے جو ہمیشہ سے ہے لیکن بعض دفعہ انسان ایک دکھے ہوئے دل کے ساتھ انتظار کرتے ہوئے کہ میری دعائیں قبول ہونگی، ہونگی، ہونگی آخر یہ سوچتا ہے کہ کیوں نہیں ہوئیں۔ اس وقت دل بڑی پختگی کے ساتھ اس سارے مضمون پر غور کرتا ہے اور آخری نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ میں راضی ہوں۔ میرے اندر کوئی فتور نہیں ہے اور خدا کے حضور اپنے دل کی کیفیت اس طرح پیش کر دیتا ہے کہ اس وقت یہ بات دعا بن جاتی ہے اور عظیم الشان جذب کی طاقت رکھتی ہے یعنی اللہ کی رحمت کو جذب کرنے کی طاقت رکھتی ہے لیکن ایک بدتمیز آدمی جس کو کہا جائے کہ جی آپ کے سپرد یہ کام کیا تھا یا آپ نے ابھی کام کیا نہیں تو وہ کہے کہ جی میں نے جو کرنا تھا کر دیا۔ آگے میرا کام نہیں نتیجہ نکالنا۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ اس بات میں بڑی سخت بدتمیزی اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ یعنی وہ سمجھتا ہے کہ میں نے تو پورا کامل کام کیا۔ اس میں کوئی نقص نہیں چھوڑا اور نتیجہ نہیں نکلتا تو خدا ذمہ دار ہے۔ میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ یہ بالکل اور مضمون ہے۔ اس مضمون سے ایسا بھاگیں جیسا کوڑھی سے بعض لوگ بھاگتے ہیں کیونکہ یہ انسان کو ہلاک کرنے والا مضمون ہے۔ اس لئے مومن جہاں توکل رکھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ میری دعا کو ضرور پھل لگے گا وہاں پھل میں دیر ہونے کی صورت میں اپنے عیوب تلاش کرتا ہے، اپنی کمزوریوں کی جانچ پڑتال کرتا ہے اور ہمیشہ یہی سمجھتا ہے کہ دعا کو تو ضرور پھل لگنا چاہیئے۔ اللہ کی رحمت اگر دیر سے آ رہی ہے یا نہیں آ رہی تو یہ تو شک والا معاملہ ہی نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کی سچی تمنّاؤں کو قبول کرتا ہے آج نہیں تو کل اس کی رحمت ضرور نازل ہو گی لیکن یہ خطرہ بھی تو ہے کہ میرے کام میں نقص رہ گیا ہے میری نیتوں میں فتور ہو گیا ہو۔ میں نے اس بھونڈے انداز سے کام کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ قابل قبول ہی نہ ہو۔ اس پہلو سے جب انسان اپنے نفس کا جائزہ لیتا ہے تو

حکمت کا ایک دوسرا باب کھل جاتا ہے

اور حکمت ایک نئے مضمون کے ساتھ انسان پر روشن ہوتی ہے۔ پھر انسان اپنی تبلیغی کوششوں کا جائزہ لیتا ہے۔ یہ دیکھتا ہے کہ کس حد تک میں نے صحیح کام کیا۔ کس حد تک مجھ میں نقائص ہیں۔ کہیں میرے اعمال کی کمزوری تو نہیں جو لوگوں کو مجھ سے دور بھگاتی ہے۔ کہیں میرے طرز بیان میں تو نقص نہیں کہ لوگوں کے دل میری طرف مائل ہونے کی بجائے وہ مجھ سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ کہیں میں بے محل باتیں تو نہیں کرتا کہ جس کے نتیجہ میں عام حالات میں کوئی بات سنتا بھی تو میری بے موقعہ اور بے محل باتوں کے نتیجہ میں مجھ سے بدکتا اور دور بھاگتا ہے۔ کہیں میں ایسی بات تو نہیں کرتا جس میں صرف مجھے دلچسپی ہے اور دوسرے کو کوئی دلچسپی نہیں ہے کیا میں ایسی باتوں کی تلاش میں رہتا ہوں، ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا ہوں کہ جب ایک شخص کا دل کسی خاص مضمون کی طرف مائل ہوتا ہو اور میں خدا تعالیٰ کی دعوت کے مضمون کو اس کے ساتھ چلا کر، رَو میں بہہ کر اس کے حضور پیش کروں یا ان باتوں سے میں غافل ہوں تو حکمت کے بہت سے موتی اس کو اس تلاش کے دوران ملیں گے اگر وہ غوطہ لگانے کی استطاعت رکھتا ہو، اگر اسے پتہ ہو کہ اپنے نفس کو ٹٹولنے کے لئے کیسی غوطہ خوری کرنی پڑتی ہے۔ کس طرح محنت کے ساتھ اپنے نقائص کو تلاش کرنا پڑتا ہے تو بات وہی حکمت ہی کی ہے کہ حکمت کا اوّل اور آخر دعا ہے مگر دعا کے بعد اپنے نفس کی نگرانی اور محاسبہ یہ حکمت کا دوسرا تقاضا ہے اور سچے توکل اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا ایک طبعی تقاضا ہے۔ پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے احمدی اس معاملہ میں بھی غافل ہیں اور انہوں نے کبھی نہ دعا پر اس رنگ میں توجہ دی جیسے دی جانی چاہیئے، نہ حکمت کے دوسرے تقاضے کو پورا کیا اور اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو خدا پر الزام دھرنے کی بجائے اپنے نفس کا محاسبہ کیا ہو۔

پس وہ سب لوگ جو سمجھتے ہیں کہ وہ تو پیغام پہنچا رہے ہیں نتیجہ نہیں نکل رہا ان کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ان سب باتوں پر غور کیا کریں اور ہر چیز کا اپنے مقام پر حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ دعا کا حق ادا کرنے کا ایک طریق تو یہ ہے کہ کامل توکل ہو اور یقین ہو کہ خدا دعاؤں کو سنتا ہے۔ دوسرا حق ادا کرنا یہ ہے کہ اپنا دل اس دعا میں اٹک جائے اور دعا قبول نہ ہو تو مایوسی نہ ہو مگر دکھ ضرور ہو۔ بعض دکھ رضا کے ساتھ بھی ہوتے ہیں۔ ایک شخص اپنے محبوب سے کوئی استدعا کرتا ہے، اس سے کچھ چاہتا ہے اور وہ اُسے نہیں دیتا تو وہ اس پر راضی ضرور ہو گا لیکن محرومی کا دکھ پھر بھی اپنی جگہ رہتا ہے۔ پس دعا کے ساتھ دکھ کا مضمون شامل ہے اور اس کے ساتھ صبر کا تعلق ہے۔ پس قرآن کریم نے جہاں دعوت الی اللہ کے لئے دعا کا مضمون سکھایا۔ موعظہ حسنہ کا مضمون سکھایا وہاں صبر کا مضمون بھی ہمیشہ ساتھ بیان فرمایا تو دعا کے ساتھ تبھی صبر ہو سکتا ہے جب دکھ پہنچے ورنہ دکھ کے بغیر صبر کے معنی ہی کوئی نہیں۔ کون انسان خوشی پر صبر کرتا ہے کون انسان بے اعتنائی پر جب پرواہ ہی کچھ نہ ہو اس پر صبر کرتا ہے اور آپ نے کسی سے کوئی چیز مانگی اس نے نہیں دی آپ نے کہا جاؤ جہنم میں مجھے پرواہ ہی کوئی نہیں تو صبر کا یہاں کونسا مضمون ہے۔ صبر کا مضمون تو وہاں شروع ہوتا ہے جہاں دکھ شروع ہو، جہاں تکلیف ہو تو قرآن کریم کی ان آیات نے ہمیں یہ طریق سمجھایا کہ جب دعا کرو تو پھر تمہیں دکھوں کے رستے سے گزرنا ہو گا۔ دعا بھی دکھ کے ساتھ کرنی ہو گی اور صبر کے ساتھ کرنی ہو گی اور دعا کے نتیجہ میں اگر تمہاری تمنا کے مطابق پھل نہ لگیں یا جیسی تمہیں توقع ہے ویسی عطا نہ ہو تو اس وقت تمہیں صبر کے ساتھ اس صورتحال کو برداشت کرنا ہو گا اور صبر کے نتیجہ میں خدا پر الزام لگانے کی بجائے اپنی تدابیر کا تنقیدی نظر سے جائزہ لینا ہو گا اور دیکھنا ہو گا کہ تمہاری طرف سے کوششوں میں کیا کمی رہ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کی نصیحت کے دوران یہاں صبر بھی فرمایا اور موعظہ حسنہ کا بھی ذکر فرمایا۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی اس تعلق کو خوب کھول کر بیان فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

(سورۃ العصر)

موعظہ اور تواصوا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یعنی نصیحت کرنا اور یہاں فرمایا: حق کے ساتھ اور صبر کے ساتھ نصیحت کرنا۔ تبلیغ کے مضمون میں موعظہ حسنہ اور صبر کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ پس موعظہ حسنہ کا ایک معنی قرآن سے یہ ثابت ہوا کہ موعظہ حق ہو۔ وہ بات کرو جو سچی ہو۔

سچی بات سے زیادہ خوبصورت اور کوئی بات نہیں ہے

اور دلائل کی بات بعد میں شروع کرو، پہلے صاف سچی پیاری بات کرو، ایسی نصیحت کرو جس میں حسن پایا جاتا ہو۔ موعظہ سچی بھی ہو سکتی ہے اور اس کے باوجود حسن سے عاری بھی ہو سکتی ہے اگرچہ حق حسن ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن طرز بیان کا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے تبلیغ کے مضمون میں موعظہ حسنہ کہا ہے جس میں سچائی شامل ہے لیکن لفظ حسنہ پر زور دے کر یہ بتایا کہ حق بات ایسے رنگ میں کہو کہ دوسرے کو پیاری لگے۔ حق بات ایسے رنگ میں نہ کہو جس سے سننے والا بے وجہ تلخی محسوس کرے۔ یہاں یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ بعض دفعہ ایسی بات بھی دوسرے کو تلخ محسوس ہوتی ہے جو سیدھی ہو جس کے اندر غیر معمولی کشش پائی جاتی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے

کہ بعض دفعہ سننے والے بیمار ہوتے ہیں۔ یہاں ان کا ذکر نہیں چل رہا۔ جو سننے والے بیمار ہیں اُن سے خدا خود نپٹے گا چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝

(سورۃ الغاشیہ ۲۲ تا ۲۵)

کہ اے محمدؐ! تو تو مذکّر ہے اور تیری نصیحت بہت حسین ہوا کرتی ہے۔ یہ مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مذکّر ہونے کے اندر داخل ہے کیونکہ آپ کو "ذکرا" فرمایا گیا ہے۔ یعنی ایسا رسول جو مجسم ذکر ہے "ذکرا" لفظ کے اندر خدا کی یاد اور نصیحت دونوں مضمونوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ پس اس سے زیادہ حسین نصیحت تصور ہی نہیں ہو سکتی جتنی حسین نصیحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ـــــ

ـــــ فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا: اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ نہیں سنیں گے۔ کچھ ایسے بدنصیب ہوں گے جو پیٹھ پھیر کر چلے جائیں گے۔ ان کے متعلق فرمایا پھر تیرا کام نہیں ہے اُن سے نپٹنا۔ چونکہ بیماری اُن کی ہے اور بدنصیب وہ ہیں اس لئے اس کی سزا وہ پائیں گے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ۔ جو پیٹھ پھیریگا اور انکار کرے گا فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ۔ اللہ تعالیٰ اسے عذاب اکبر میں مبتلا فرمائے گا۔ پس موعظہ حسنہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ نصیحت جو لازماً دوسرے کو خوش کر دے، وہ نصیحت جو لازماً دلوں کو کھینچے بلکہ موعظہ حسنہ سے مراد یہ ہے کہ ایسی حسین نصیحت جو صحت مند انسانوں پر نیک اثر پیدا کرنے والی ہو۔ جو دلوں کے بیمار اور ٹیڑھے ہیں ان کے ردّ عمل سے اس کی نصیحت کا غیر حسنہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اگر بیمار متلی سے مرتے ہوئے آدمی کو جو میٹھے کے تصور سے بھی قے کرتا ہو آپ انگور کھلائیں گے تو انگور اپنی ذات میں ایک اچھی چیز اور نعمت ہیں لیکن اس کے ردّ عمل کے نتیجہ میں انگور کو خراب تو نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے دوسرے آدمی کی صحت ایک لازمی شرط ہے اس بات کے لئے کہ وہ اس نیک اثر کو قبول کرتا ہے یا نہیں۔

پس موعظہ حسنہ کی تعریف یہ ہے کہ آپ کے دل سے موعظہ حسنہ اٹھی ہے۔ سننے والے کے کانوں سے اس کا تعلق بعد میں پیدا ہوگا۔ آپ کے دل سے ایسی پیاری آواز اٹھی ہے آپ کی زبان سے حسین رنگ میں وہ بات ادا ہوئی ہے اور آپ نے اس مضمون کو ایسے عمدہ رنگ میں جس کو سنا رہے ہیں اس کے سامنے پیش فرمایا ہے کہ اس کے نتیجہ میں اسے ضرور آپ کی طرف مائل ہونا چاہیئے۔ یہ ہے موعظہ حسنہ۔ پھر اگر نہیں مائل ہوتا تو اس کا تعلق خدا سے ہے۔ اس کا پھر بندے سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور اس کے مائل نہ ہونے کے نتیجہ میں اسپر کوئی حرف نہیں آتا۔ پس یہی آیت کریمہ جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ فرماتا ہے:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو سچی راہ سے ضرور بھٹکیں گے اور بھٹک سکتے ہیں اور اللہ ان لوگوں کو بہتر جانتا ہے جو ہدایت پانے والے ہوتے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ تم موعظہ حسنہ کرو گے تو ضروری نہیں کہ اس موعظہ حسنہ کے نتیجہ میں لازماً عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوں لیکن وہ لوگ جو پاک دل رکھتے ہیں وہ لوگ جو نیک فطرت رکھتے ہیں وہ ضرور اس موعظہ حسنہ سے کھینچے جائیں گے۔ اس کے مقابل پر موعظہ سیئہ یعنی بری نصیحت کی تعریف یہ بنے گی کہ وہ نصیحت جو نیک فطرت لوگوں کو کھینچنے کی بجائے ان کو اور بھی دور کر دے پر موعظہ حسنہ میں پوٹینشل (POTENTIAL) ہے۔ یہ اندرونی صلاحیت اور قابلیت موجود ہے کہ اگر سننے والا صحت مند ہو اور اس کے اندر کوئی بیماری نہ ہو تو وہ ضرور اس نصیحت کی طرف کھینچا جائے گا اور بد نصیحت سے مراد یہ ہے کہ اچھی بات ہونے کے باوجود ایسے بیہودہ رنگ میں پیش کی جائے کہ عام طور پر صحیح الدماغ صحیح صلاحیتوں والا انسان ہو اور وہ قریب آنے کی بجائے بھٹک جائے پس تبلیغ میں یہ احتیاط بڑی ضروری ہے اور یہ بھی حکمت ہی کی تفصیل ہے۔ پس موعظہ حسنہ فرمایا اور دلائل کی بات ابھی نہیں کی۔ دلائل بہت بعد میں آتے ہیں۔ سب سے پہلے نیک نصیحت ہے جو عمل دکھاتی ہے اور قرآن کریم نے ہمیشہ موعظہ حسنہ کو دلائل سے پہلے رکھا ہے۔ جہاں اس مضمون کا ذکر ہے وہاں موعظہ حسنہ کو پہلے رکھ دیا۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ یہ بھی وہی مضمون ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ جو احسن چیز ہے اس کے ذریعہ بدی کو دور کرو۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ شخص جو تم سے دشمنی رکھتا ہو وہ بھی تمہارا گہرا جانثار دوست بن جائیگا۔ دوست کبھی بھی دلائل کے ذریعہ نہیں بنا کرتے۔ یہ بات آپ یاد رکھیں۔ یہاں کس حسن کا ذکر ہے۔ وہ حسن جس کا جادو دل پر چلتا ہے اور وہ اخلاق حسنہ ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ اس سے زیادہ حسین قول کس کا ہو سکتا ہے جس نے خدا کی راہ بلایا اور نیک اعمال کے ذریعہ اپنے قول کو زینت بخشی۔ پس قرآن کریم کی ایک دوسری آیت سے موعظہ حسنہ کی یہ تفسیر ہمیں معلوم ہوئی کہ خدا کی طرف بغیر کسی دلیل کے بلانا، ایک سچے دل کے ساتھ ایک گہرے جذبے کے ساتھ، اس کامل یقین کے ساتھ کہ آپ حق پر ہیں اور آپ خدا کو جانتے ہیں اور خدا کو مل چکے ہیں اور واقعۃً خدا کی طرف بلا رہے ہیں اور بلانا اس طرح کہ آپ بلانے سے پہلے اپنے اعمال کو زینت بخش چکے ہوں۔ آپ کے اعمال حسین ہو چکے ہوں۔ جب اعمال حسین ہوں گے تو یہ قول حسن بن جائیگا۔ اس کے بغیر نہیں کیونکہ ان دونوں باتوں کو مشروط فرما دیا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ۔ اس سے زیادہ کون اپنی بات میں حسین ہو سکتا ہے۔ جو خدا کی طرف بلائے وَعَمِلَ صَالِحًا شرط یہ ہے کہ اس کے اعمال حسنہ ہوں۔ اس کے اعمال کا حسن اس کی بات کے حسن میں تبدیل ہو گا۔

اب یہاں ایک ایسے قول حسن کا ذکر چل رہا ہے جو انقلابی طاقت رکھتا ہے جو دلوں کو تبدیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ بعض قول حسن، بڑی ہی دلکش باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا عمل صالح سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور بڑی بڑی چرب زبانی کے ساتھ وہ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ مگر کوئی اثر نہیں ہوتا اور یہی اس میں راز ہے کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں قول حسن سے مراد یہ نہیں ہے کہ نہایت ہی خوبصورت انداز میں لپیٹ لپیٹ کر باتیں کرو اور ایسے چسکے کے ساتھ مضمون کو بیان کرو کہ سننے والے کا منہ بھی چٹخارے لینے لگے۔ یہ موعظہ حسنہ نہیں ہے۔ یہ لفاظی ہے۔ یہ شاعری ہے یہ چرب زبانی ہے جو چاہیں اس کو کہہ لیں۔

موعظہ حسنہ عمل حسن سے پیدا ہوتی ہے

چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو وَعَمِلَ صَالِحًا سے خوب کھول دیا تو قرآن کریم کی اصطلاحوں کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔ پس موعظہ حسنہ صرف اچھی نصیحت نہیں ہے۔ ایسی اچھی نصیحت ہے جس کی تائید میں بہت ہی حسین اعمال کھڑے ہوں جس کی پشت پناہی میں انسان کا عظیم کردار کھڑا ہو۔ دنیا کے سامنے وہ ایک ایسا کردار بن کر نکلے جو نہ صرف بیدار ہو بلکہ جذب کرنے والا ہو، کھینچنے والا ہو۔ لوگ حیرت سے اس کو دیکھیں کہ یہ کون انسان ہے جو ہم میں اس دنیا میں بستا ہے۔ لیکن ہم سے مختلف ہے اور میں نے پہلے بھی بارہا جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ اکثر کامیاب مبلغین وہی ہیں جن کا کردار ان کے قول کو حسن اور قوت بخشتا ہے اور ان کے ذریعہ عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔

پس آپ اس بات کو دوبارہ دعا کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو ایک اور نیا مضمون ہمارے سامنے نکلتا ہے۔ پہلے دعا نہیں کیں، درد دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور التجائیں کیں کہ اے خدا ہم تیری راہ میں لوگوں کو تیری راہ ہی کی طرف بلانے کے لئے نکلے ہیں۔ ہماری محنتوں کو قبول فرما۔ پھر جب ان میں اثر نہیں دیکھا تو اپنا جائزہ لیا اور دیکھا کہ مجھ میں کیا کیا نقص ہیں۔ کہاں میں نے غلطیاں کی ہیں۔ کہاں میری بات میں تشدد پایا جاتا ہے۔ کہاں میری بات سے لوگ اُسے سن کر دھکا کھاتے رہے بجائے اس کے کہ میری طرف مائل ہوتے اور کونسی کمزوریاں ہیں جو مجھ سے رونما ہوئیں اور جب اپنی ناکارہ حالت کو پہچان لیا اپنی بے بسی کو محسوس کر لیا تو اس کیفیت سے ایک نیا دکھ ابھرے گا اور اس کیفیت سے پھر ایک دعا اور اٹھے گی گویا پہلی دعا کو تقویت دینے کے لئے ترمیم شدہ دعا، ایک نئی دعا دل سے اٹھے گی جس میں انسان یہ عرض کریگا کہ اے خدا میں دعائیں تو کرتا رہا مگر اپنے حال سے غافل تھا۔ مجھے پتہ نہیں لگ سکا کہ تیری راہ میں چلنے کے کیا آداب ہیں اور تیری

راہ میں بلانے کے کیا طریقے ہیں پس اب میں نے پہچانا ہے اور پوری طرح نہیں کسی حد تک میں واقف ہوا ہوں۔ میں اپنے اعمال کی ایسی اصلاح چاہتا ہوں کہ میرا قول حسن بن جائے اور قولِ حسن کی تعریف تونے یہ فرمائی ہے: فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ کہ اچانک یہ معجزہ رونما ہو جائے کہ وہ جو تیرا دشمن تھا وہ تجھ پر جانثار دوست بن جائے۔ اے خدا میں تو یہ نہیں دیکھ رہا میری دعاؤں میں اگر کوئی کمی ہے تو میری دعا یہ ہے کہ اس کمی کو پورا فرما دے۔ میرے اعمال میں جو نقائص میرے سامنے روشن ہوئے ہیں ان نقائص کو دور فرما دے کیونکہ بہت سے ایسے ہیں جن پر مجھے استطاعت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں تو بھی دور نہیں کر سکتا اور اکثر وہ نقائص جو جان کو وبال کی طرح چمٹ جاتے ہیں، جو امراض مُزمن بن جاتے ہیں یعنی دائمی امراض بن جاتے ہیں، ان کے متعلق یہ ضروری نہیں ہے کہ اس شخص کو آپ ایسا بے حس اور بے دین سمجھیں کہ نیکی کی باتیں کرنے کے باوجود وہ بعض اعمال میں گندا ہے۔ اس مضمون کو اگر قرآن کی رو سے سمجھیں گے تو آپ کو یہ فتویٰ دیتے ہوئے خوف محسوس کرنا چاہیئے کیونکہ ہر انسان کے ساتھ کچھ ایسے عوارض چمٹے ہوتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا۔ بعض دفعہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے بعض دفعہ ان سے وحشت کھاتا ہے لیکن اس کے باوجود دور کرنے میں اس کو طاقت نہیں۔ ڈرگ ایڈیکشن (DRUG ADDICTION) اور EVIL ADDICTION دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور فطرت کے ایک ہی حصے میں ان کی جڑیں ہیں DRUGS کے ساتھ جو لوگ چمٹ جاتے ہیں۔ نشہ آور دواؤں کے جو شکار ہو جاتے ہیں ان کو ایک موقعہ پر محسوس ہوتا ہے کہ ہم بہت ہی گندی حالت میں پہنچ گئے ہیں۔ وہ ہر طرح زور لگاتے ہیں کہ اس حالت سے نکلیں مگر نکل نہیں سکتے اور بعض دفعہ ان کو طبیبوں کی ضرورت پڑتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس مرض سے چھٹکارہ حاصل کریں مگر نہیں چھٹکارہ حاصل کر سکتے۔ طبیبوں کی طرف دوڑتے ہیں اور اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کہ ہاں مجھ سے جو چاہو کرو مگر میری اس حالت کو بدل دو۔ پس خدا کے حضور ایسے اعمال سے چھٹکارے کے لئے جب انسان کو دعا کرنی ہو تو اپنے آپ کو پیش بھی کرنا ہوگا اور یہاں قبولیتِ دعا کا یہ راز ہے جس کو سمجھے بغیر اگر دعا کریں گے تو قبول نہیں ہو گی۔ وہ مرض جس سے نفرت ہے اس مرض سے نفرت کی حد تک تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ تمہیں نفرت ہے لیکن اس کے باوجود اس سے ایک تعلق بھی قائم ہو چکا ہے اور وہ تعلق بعض دفعہ ایسا گہرا اور ایسا مجبوری کا تعلق ہو جاتا ہے کہ انسان سچے دل سے یہ بھی دعا نہیں کر سکتا کہ مجھے اس سے چھٹکارا نصیب ہو جائے یعنی جس مرض میں مبتلا ہے اس سے چھٹکارے کے لئے دعا بھی کرتا ہے مگر دعا میں گہری صداقت نہیں پائی جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ٹٹول کر اپنے رب کو خدا کے سپرد نہیں کرتا، پیش نہیں کرتا اور یہ فیصلہ نہیں کرتا کہ اے خدا بہت تلخ معاملہ ہے میں جانتا ہوں کہ اس بات کو چھوڑنا میرے لئے سخت تلخی کی زندگی کو قبول کرنا ہوگا اور میری اچھی طرح نظر ہے۔ پھر بھی میں اپنے وجود کو تیرے حضور پیش کر دیتا ہوں جو چاہے کر گزر مجھے اس بیماری سے نجات بخش دے۔ اس کامل خلوص اور یقین اور گہرے علم کے ساتھ اگر دعا کی جائے تو وہ ضرور مقبول ہوتی ہے تو حکمت کا یہی مضمون بار بار کروٹیں بدلتا ہے۔ کبھی دعا کی طرف مائل ہوتا ہے، پھر دعا سے منعکس ہو کر عمل کی دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پھر انسان عمل میں اپنے نقائص تلاش کرتا ہے۔ پھر بداعمالیوں سے چھٹکارے کے لئے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور پھر دعائیں کرتا ہے اور اس کے بعد بالآخر اپنی کیفیت پر صبر کے بعد جب دیکھتا ہے کہ مدمقابل کسی طرح سننے پر آمادہ نہیں اور نیک نصیحتیں کارگر نہیں تو پھر دلائل کو بھی استعمال کرتا ہے۔ پھر جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کا مضمون بھی شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ سب سے آخر پر ہے لیکن اس کے لئے تیاری بھی ضروری ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آخر ایک وقت بات مجادلے تک ضرور پہنچنی ہو الا ماشاء اللہ اور آپ اس کی تیاری نہ کریں اور پھر دعویٰ کریں کہ ہم خدا کی راہ کی طرف قرآنی تعلیم کے مطابق بلانے والے ہیں۔

پس یہ وہ پہلو ہے جو ہمیں علمی تیاری کی طرف متوجہ کرنے والا ہے لیکن بالعموم میں نے دیکھا ہے کہ لوگ اول تو پوری طرح دعا نہیں کرتے جیسی لگن کے ساتھ دعا ہونی چاہیئے اپنے مقاصد کے لئے اور اپنی مرادیں پانے کے لئے تو دل سے بڑی طاقت سے دعا اٹھتی ہے اپنی ناکامیوں پر حسرت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف طبیعت مائل ہوتی اور اس سے مدد چاہتی ہے اور اس سے سہارے ڈھونڈتی ہے لیکن تبلیغ کے معاملہ میں یہ سنجیدگی نہیں ہے۔ دعا میں وہ بے قراری نہیں ہے اکثر لوگوں کے دل میں نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کے بعد پھر تبلیغ کیسے پھل لا سکے گی کیونکہ

تبلیغ کا آغاز ہی دعا سے ہوتا ہے

اور اس کے بغیر تبلیغ کوئی معنی نہیں رکھتی۔ کوئی معنی خیز سفر نہیں کر سکتی۔ کوئی معنی خیز نتائج پیدا نہیں کر سکتی تو زبانی پیغام پہنچانا کام نہیں ہے۔ پھر آگے حکمت کا مضمون ہے اور بہت تفصیل کے ساتھ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے آج تک بیسیوں مجالس میں اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ ایسی بھی مجالس ہیں جن کی کیسٹس موجود ہیں اور ممکن ہے پچیس تیس، چالیس گھنٹے اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہو۔ اس میں حکمت کا مضمون ایک مبلغ کو سمجھانے کے لئے میں نے حتی المقدور پوری کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود جب بھی میں غور کرتا ہوں کوئی نہ کوئی نیا نکتہ پھر ایسا دکھائی دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون ختم ہونے والا مضمون نہیں ہے اس رنگ میں کتنے ہی جو غور کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہ ہے داعی الی اللہ جس کی جماعت کو ضرورت ہے۔ ایک دعا گو داعی الی اللہ جو ہمیشہ اپنے اعمال کا نگران ہو اور محاسبہ کرنے والا ہو۔ جو ہمیشہ عاجزی اور انکسار کے ساتھ جب بھی اپنے اعمال کی کمزوریوں پر نگاہ پڑے ان کمزوریوں کو خدا کے حضور اسی التجا کے ساتھ پیش کرنے والا ہو کہ جو چاہتا ہے کر گزر مگر ان دعوتوں کو مٹا دے۔ ان کمزوریوں کو دور فرما دے وہ چیز کے نیک اعمال اس کی موعظہ حسنہ کو حسین بنا رہے ہوں اور نہیں ایک عظیم الشان جذب پیدا کر رہے ہوں جو بار بار کبھی دعا کی طرف متوجہ ہو، کبھی اعمال کی طرف۔ پھر اعمال کو دعا کے ساتھ ملا کر مختلف کروٹیں بدلتا ہوا، مختلف پہلو اختیار کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے ساتھ لیٹے ہوئے بھی اور اٹھتے ہوئے بھی اور چلتے ہوئے بھی دعاؤں کے ذریعہ خدا سے سہارے مانگ رہا ہو۔ یہ وہ داعی الی اللہ ہے جس کی جماعت کو ضرورت ہے۔ پھر وہ صبر کرنے والا ہو۔ جلدی ہار جانے والا نہ ہو۔ ایک طریق اگر کارآمد ثابت نہ ہو تو دوسرے طریق کی تلاش کرنے والا ہو اور یہ نہ کہے کہ یا خدا پھل نہیں دے رہا یا زمین ہی گندی اور ناپاک ہے اور اس کو پھل نہیں لگیں گے۔ ایسی باتیں کرنے والے واقعی پھل نہیں لگا کرتے۔ ان کی دعائیں بھی نامراد ہو جاتی ہیں اور ان کی وہ زمینیں بھی بنجر ثابت ہوتی ہیں جن پر وہ کام کرتے ہیں۔ زمینوں کو زرخیز سمجھیں یعنی صلاحیت کے لحاظ سے اور اگر پھر محنت اور صبر کے ساتھ کام کریں گے تو بعض زمینوں میں دیر سے پھل لگے گا لیکن بالآخر ان زمینوں سے پھل ضرور ملے گا۔ دیر سے روئیدگی باہر آئیگی مگر ضرور باہر آئیگی اور آخر اپنی بلوغت کے سارے منازل طے کر کے پھل تک منتج ہو گی۔

پس یہ قوانین قدرت ہیں جن پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی تنظیموں کی اور ان لوگوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں جن کے سپرد انتظام کئے گئے ہیں اس مضمون پر میں انشاء اللہ کسی حد تک اگلے خطبہ میں روشنی ڈالوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو یہ باتیں بار بار سمجھائی جا چکی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کو کرنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ اس سلسلہ میں جماعت کے وہ بزرگ عہدیدار جن کے سپرد ذمہ داریاں کی گئی ہیں ان کو جس طرح اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں شاید وہ ان باتوں سے لابلد ہیں یا غافل ہیں۔ کیسے ان کو کام کرنا چاہیئے۔ انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں اس سلسلہ میں کچھ گفتگو کروں گا۔ عمومی طور پر میری جماعت کو نصیحت یہ ہے کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے، زمانہ بہت تیزی سے آگے نکل رہا ہے۔ اس کمی کو جو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ ہم وقت سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں اس کو دعاؤں کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش کریں۔ تبلیغ کے تعلق میں دعائیں ایک الگ معاملہ ہے جس پر میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ عمومی دعائیں جماعت کے مستقبل کے لئے کریں، عمومی دعائیں جماعت کی بہبود کے لئے کریں اور اس یقین کے ساتھ کریں کہ اگر جماعت کا مستقبل روشن ہے تو ضرور اس عالم کا مستقبل روشن ہے۔ ضرور انسانیت کا مستقبل روشن ہے۔ اگر جماعت کے مستقبل کے متعلق خدشے ہیں تو پھر اس انسانیت کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے اور ہمیں نوع انسان کی حفاظت کی توفیق بھی بخشے اور وہ روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، سید دو عالم کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

آج جلسہ سالانہ فرانس کا پہلا دن ہو گا یعنی آج ان کا افتتاحی اجلاس جمعہ کے معاً بعد ہو گا۔ گذشتہ مرتبہ غالباً جاپان کے جلسہ کے لئے جو پیغام بھیجا تھا اس کو دیکھا دیکھی فرانس والوں نے بھی فوراً درخواست بھیج دی کہ ہمارا بھی اگلے خطبہ میں ذکر کر دیں۔ ان کا اس لحاظ سے بھی خصوصی حق بنتا ہے ویسے تو ہر جماعت کا حق ہے کہ میں نے ان سے جلسہ میں شامل ہونے کے ارادے کا ذکر کیا۔ پروگرام بن گیا تھا لیکن کسی اور وجہ سے اس پروگرام کو منسوخ کرنا پڑا۔ کچھ دوست جو تشریف لائے انہوں نے بتایا کہ اس سے جماعت بہت ہی دل شکستہ ہے کیونکہ انہوں نے بڑی محنت اور شوق سے مشن ہاؤس کی خدمت کی۔ اسے پینٹ کیا۔ نئے نئے حسن پیدا کرنے کی کوشش کی۔ پھولوں

کیاریوں کی طرف توجہ دی اور جلسہ کے انتظامات کئے شہر کے مختلف بڑے بڑے لوگوں سے رابطے کئے۔ بعض عالمی شہرت والے دوستوں سے بھی رابطے کئے دوران کو جلسہ پر آنے کی دعوت دی۔ اتنے شوق سے وہ گھر سجا کر آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں، اور آپ نے کہا دیا میں نہیں آسکتا تو انہوں نے یہ حوالہ دے کر بھی کہا ہے کہ اگر آ نہیں سکتے تو ہمارے متعلق کچھ گفتگو ہی ہو جائے۔ کچھ ہمارا ذکر ہی چلے جو ہم براہ راست سنیں چنانچہ یہ خطبہ وہ براہ راست سن رہے ہیں۔ اس لئے میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ انشاء اللہ پھر ملاقاتیں ہوں گی۔ میں آپ کی ہر رنگ میں دلجوئی کی کوشش کروں گا۔ جو نصیحت میں نے آج جماعت کو کی ہے وہی نصیحت آپ کے لئے ہے

فرانس میں سب سے زیادہ دعوت الی اللہ کی کمی ہے

اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قوم بنجر ہے لیکن بنجر زمینوں کو بھی تو خدا تعالیٰ زرخیز بنا دیا کرتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ ذکر ہے۔ اگر واقعۃً وہ زمین بنجر ہے تو آپ کی دعا تو بے پھل کے نہیں، بے ثمر نہیں رہ سکتی۔ آپ کی دعا میں یہ طاقت ہے اگر آپ سچے دل سے پورے خلوص کے ساتھ دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعا کریں گے تو اگر فرانس کی سرزمین بنجر بھی ہے تو یہ سبز و شاداب بن سکتی ہے۔ قرآن کریم اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ کیا تم نے "الی الارض الجُرز" نہیں دیکھا۔ کس طرح بنجر زمینوں کی طرف خدا کی رحمت کا پانی جب برس کر چلتا ہے تو ویرانوں کو خوبصورت شاداب گلستان میں تبدیل کر دیا کرتا ہے۔ پس بنجر ہی سہی مگر آپ کی دعائیں تو بے ثمر اور بے اثر نہیں ہو سکتیں۔ دعائیں کریں۔ محنت کریں کوشش کریں تاکہ اسلام کا وہ روح پرور انقلاب جس نے آخر ساری دنیا میں ضرور آنا ہے فرانس میں بھی اس کی بہار کے کچھ نظارے تو لوگ دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اور مختصر سا اعلان یہ ہے کہ آج کل سردیوں کی وجہ سے دن اتنے چھوٹے ہو گئے ہیں کہ جمعہ ختم ہونے سے پہلے ہی نماز عصر کا وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے اس لئے یہاں ہمیں اختیار ہی کوئی نہیں سوائے اس کے کہ ہم جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع کر لیا کریں۔ مجھے پورے شرح صدر کے ساتھ یقین ہے کہ اس کی اجازت ہے کیونکہ یہ ایک ایسی مجبوری ہے جسے ہم ٹال ہی نہیں سکتے۔ اس لئے جب تک چھوٹے دنوں کا یہ تقاضا رہے گا آئندہ اس وقت تک نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کی جائے گی اور آج بھی کی جائے گی۔ ☆

قادیان کے ایک احمدی نوجوان کو

منسٹری آف ریلوے کی طرف سے اعزاز

مکرم مرزا مظفر احمد صاحب رکن مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ابن مکرم مرزا منور احمد صاحب درویش کے متعلق قارئین بدر ... میں یہ اعلان پڑھ چکے ہیں کہ عزیز موصوف کی "سمجھوتہ ایکسپریس" میں فسٹ ایڈ خدمات پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے ریلوے منسٹر (آنریبل) ... جعفر شریف صاحب نے کسی موقعہ پر مبلغ پانچ ہزار روپے کا چیک دئے جانے سے متعلق چٹھی لکھی تھی۔ چنانچہ مذکورہ ایوارڈ دینے کے لئے ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ۲۶/۱۱/۹۱ کی شام کو خط ملا کہ مذکورہ فنکشن ۲۸/۱۱/۹۱ کو دہلی میں منعقد کیا جا رہا ہے اس غرض کے لئے ریلوے کی طرف سے مکرم مرزا مظفر احمد صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ امۃ النصیر مدیحہ صاحبہ کے لئے A.C-FIRST CLASS کے دو ریزرو ٹکٹ بھجوائے چنانچہ مؤرخہ ۲۷/۱۱/۹۱ شام کو دونوں امرتسر سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے امرتسر میں دونوں کے قیام کا انتظام V.I.P. LODGE میں کیا گیا دہلی میں اُن کے اصرار پر مشن ہاؤس دہلی میں قیام کی اجازت دے دی گئی مذکورہ فنکشن ریلوے ہیڈ کوارٹر بڑودہ ہاؤس دہلی میں سوا گیارہ بجے شروع ہوا جس میں مذکورہ چیک CITATION جنرل مینجر ریلوے مکرم ایم کے راؤ صاحب نے پیش کیا اس موقعہ پر محترم راؤ صاحب کو اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا اور جماعت کے سو سالہ جلسہ سالانہ میں محکمہ ریلوے کی طرف سے تعاون کی درخواست کی گئی جس پر موصوف نے تعاون کی یقین دہانی کرائی اس موقعہ پر محترم منیر احمد

ولادت باسعادت

قادیان ۶ر دسمبر ۱۹۹۱ء۔ احباب جماعت میں یہ خبر بڑی مسرت سے پڑھی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے محترم صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۹۱ء بروز چہارشنبہ رات ساڑھے گیارہ بجے پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ زچگی میجر آپریشن سے ہوئی تاہم بفضلہ تعالیٰ عزیزہ محترمہ فرحانہ فوزیہ صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ اور بچی بخیریت ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبل از ولادت لڑکے اور لڑکی کے دو الگ الگ نام تجویز فرمائے تھے اسی کے مطابق عزیزہ نومولودہ کا نام "شمائلہ کلیم" رکھا گیا ہے۔ پیدائش سے قبل ہی والدین نے بچی کو تحریک وقف نو کے تحت وقف کر دیا تھا جسے حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا ہے۔ نومولودہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی پوتی اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی اور محترم سید احمد ناصر صاحب مرحوم کی نواسی اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی پڑنواسی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ شمائلہ کلیم کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر سے نوازے۔ خادمہ دین بنے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کے لئے قرۃ العین ہو

اس پُرمسرت موقعہ پر ادارہ بدر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا العالی۔ حضرت سیدہ نصرت آپا صاحبہ مدظلہا العالی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور محترمہ سیدہ فرحانہ فوزیہ صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کی خدمت میں پُرخلوص مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ یہ بچی مقدس افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا کے ہمیشہ وارث بنتے رہیں کہ ؎

با برگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
مولیٰ کے یار ہوویں حق پر نثار ہوویں ... آمین

(ادارہ بدر)

صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ بھی ہمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ! مکرم مرزا مظفر احمد صاحب کے لئے اس اعزاز کو آئندہ مزید اعزازات کا پیش خیمہ بنا دے۔ آمین

رشید الدین پاشا
قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے میرے داماد عزیزم مکرم چوہدری عقیل احمد صاحب بھٹی آف مقیم کلکتہ و بیٹی عزیزہ سیدہ خوشنودہ بیگم سلمہا اللہ کو مورخہ ۲ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ احباب کرام سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی و تندرستی نیز خادم دین بننے کے لئے دعا کریں۔ لڑکے کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے "کلیم احمد" تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم چوہدری منیر احمد صاحب بھٹی مرحوم آف مقیم کلکتہ کا پوتا اور خاکسار سید بشیر الدین احمد کا نواسہ ہے۔ اس خوشی کے موقع پر خاکسار نے اعانت بدر میں مبلغ دس روپے اور شکرانہ فنڈ میں مبلغ دس روپے ادا کئے ہیں۔

(خاکسار۔ بشیر الدین احمد قادیان)

تصحیح: اخبار بدر مجریہ ۷ر نومبر ۱۹۹۱ء کے صفحہ کالم ۲،۳ پر مکرم منیر الدین صاحب کی بیٹی کی ولادت شائع ہوئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بچی کا نام "ثوبیہ منیر" تجویز فرمایا ہے جو کہ غلطی سے عبیرہ منیر لکھا گیا یہ بچی وقف نو تحریک میں شامل ہے

(ادارہ)

خطبہ جمعۃ المبارک

جو خلیفہ وقت کی نصیحت ہے وہ لازماً دوسری نصیحتوں سے زیادہ مؤثر ہوگی

سب سے پہلا کام عہدیداران کا یہ ہے کہ اپنا اور اپنے کاموں کا اور طریق کار کا محاسبہ کریں

یہ بہت ضروری ہے کہ ہم تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع کردیں اور ہر ملک میں ایک انقلابی تبدیلی واقع ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۵؍ نبوت ۱۳۷۰ھش بمطابق ۱۵؍ نومبر ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S. لندن کا تلمیند کردہ یہ غیر مطبوعہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

پیشتر اس سے کہ دعوت الی اللہ میں حکمتِ عملی کے مضمون کو آگے بڑھایا جائے دو غلطیوں کی اصلاح کا اعلان کرنا ضروری ہے۔

گذشتہ خطبہ میں سورۃ النحل کی آیت اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ کی تلاوت کی تھی لیکن حوالہ دیتے وقت النحل کی بجائے النمل پڑھا گیا ہے کیونکہ جمعہ کے بعد مجھے کسی نے توجہ دلائی اس لئے دوست اصلاح فرمالیں۔ جہاں جہاں بھی کیسٹ میں یہ حوالہ پڑھا گیا ہوگا اس کو درست کرلیا جائے۔

دوسری غلطی ایک پہلے خطبہ[1] میں ہوئی تھی جس کی طرف مجھے برما کے ایک دوست عزیزم محمد سالک صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ قرآن کریم کی دعاؤں پر گفتگو کے دوران میں نے ایک ایسی دعا کا حوالہ دیا تھا جس کا حضرت موسیٰؑ سے تعلق ہے جب وہ ہجرت کرکے مدین تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے دعا کی: رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ اس دعا کے ذکر میں ضمناً میں نے یہ بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں شادی کی آپ کے خسر حضرت شعیبؑ تھے جو خود بھی نبی تھے۔ یہ ذکر ضمناً از خود اس لئے ہوا کہ گذشتہ مفسرین نے یہی لکھا ہے اور بالارادہ طور پر تحقیق کے بعد یہ بات میں نے بیان نہیں کی تھی بلکہ تعلیم کے زمانے میں جو گذشتہ تفسیریں پڑھی تھیں ان میں یہی بات یاد تھی اور اسی طرح میں نے بیان کردی۔ سالک صاحب نے برما سے مجھے خط لکھا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نظریے کو قرآن کریم کی آیات کے حوالے اور استدلال کے ساتھ بالکل غلط کرکے دکھایا ہے۔ چنانچہ ان کے توجہ دلانے پر جب میں نے دیکھا تو واقعۃً حضرت مصلح موعودؓ نے اس نظریے کے خلاف ایسے مضبوط دلائل پیش فرمائے ہیں کہ جن کے بعد کسی دوسرے کے دلائل کا بھی سوال نہیں رہتا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خسر کو شعیب قرار دیا جائے۔ مختلف دلائل میں ایک یہ آیت آپ نے پیش فرمائی۔ فرمایا کہ قرآن کریم میں سورۃ اعراف آیت ۱۰۴ میں درج ہے: ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِھِمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِہٖ فَظَلَمُوْا بِھَا فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ۔ فرماتے ہیں سورۃ اعراف میں یہ ذکر شعیب کی قوم (کی ہلاکت) کے بعد فرمایا گیا ہے۔ شعیبؑ کی قوم کا ذکر مکمل کرنے کے بعد قرآن کریم فرماتا ہے ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِھِمْ مُّوْسٰی: پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ کو بھیجا۔ بِاٰیٰتِنَا: اپنے کھلے کھلے نشانات کے ساتھ۔ اِلٰی فِرْعَوْنَ: فرعون کی طرف۔ وَمَلَا۟ئِہٖ: اور اس کے سرداروں کی طرف۔ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ۔ پس غور کر، دیکھ کہ کیسا مفسدوں کا انجام ہوا کرتا ہے۔ تو یہ آیت اس معاملہ میں اتنی قطعی ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد یعنی حضرت مصلح موعودؓ کی نظر سے پڑھنے کے بعد یہ حیرت ہوتی ہے کہ پرانے مفسرین کی نظر سے کس طرح یہ آیت رہ گئی اور اس میں کوئی قصور نہیں ہوا کرتا۔ ایک دفعہ بات چل نکلے تو نظریہ ایک بردہ آجاتا ہے۔ سینکڑوں مرتبہ قرآن کریم پڑھا ہے لیکن میرا بھی اس طرف خیال نہیں گیا کہ یہ آیت تو کھلا کھلا اس نظریے کی تردید کر رہی ہے کہ حضرت شعیبؑ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خسر تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غریقِ رحمت فرمائے

بے انتہا بلند مرتبہ عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جیسی خدمتِ قرآن کی آپ کو توفیق ملی ہے، جس طرح قرآن کے معارف کو غوطے لگا کر باہر نکال کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق ملی ہے اس کی کوئی نظیر کہیں اور نہیں ملتی۔ ایسے مفسر صدیوں میں نہیں، ہزاروں سال میں پیدا ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو یہ توفیق بخشی ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر اچھوتے انداز میں قرآنی دلائل پیش کرکے دنیا کے سامنے رکھی ہے یہ ایک اتنی عظیم نعمت ہے کہ اس سے جماعت کو خود بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اپنے دوسرے دوستوں تک بھی یہ نعمت پہنچانی چاہیئے۔ تفسیر کبیر مکمل چھپی ہوئی سب دنیا میں دستیاب ہے اور جب پہلی ۵ ہزار یا اس کے لگ بھگ جلدیں ہم نے طبع کرائی تھیں وہ ساری بک چکی ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پانچ ہزار گھروں میں تو یہ دستیاب ہونی چاہئیں لیکن ان میں سے کتنوں نے استفادہ کیا ہے یہ بات کہنی بہت مشکل ہے تو ضمناً میں نے توجہ دلائی کہ وہ جو پڑھ بھی لیتے ہیں وہ بھی ایک دفعہ کے پڑھے ہوئے کو پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے وقتاً فوقتاً جہاں توفیق ملے۔ جن آیات کی تلاوت کریں۔ وقت نکالیں کہ ان کے حوالے کے ساتھ تفسیر کبیر قرآن کریم کو بھی دیکھیں اور وہ دیکھیں گے کہ ہر دفعہ ان کے علم میں غیر معمولی اضافہ ہوگا اور روحانی لذت جو نصیب ہوگی اس کا تو کوئی شمار ہی نہیں کیونکہ قرآن کے ہر نئے نکتے کی معرفت کے وقت ایک روحانی لذت کی لہر سارے وجود میں دوڑ جاتی ہے اور یہ ایک ایسا لطف ہے جس کی کوئی مثال دنیاوی لطفوں میں نہیں ملتی۔

اب میں اس مضمون کی طرف لوٹتا ہوں جو میں نے گذشتہ جمعہ میں شروع کیا تھا یعنی دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں حکمتِ عملی کو اختیار کرنا کیونکہ قرآن کریم نے ہمیشہ دعوت الی اللہ کے مضمون کے ساتھ حکمت پر زور دیا ہے اور اس کے علاوہ صبر پر زور دیا ہے۔ میں نے گذشتہ خطبہ میں یہ عرض کیا تھا کہ میں آئندہ انشاء اللہ عہدیداران، منتظمین اور امراء کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے ان پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ پس دعا کے بعد جو سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور حکمت کا خلاصہ اور حکمت کی روح ہے کہ دعا کے ذریعہ کام شروع کیا جائے تمام امراء اور عہدیداران

[1] اس سے مراد ۲۱-۶-۹۱ء کا خطبہ ہے جو حضور انور نے مسجد بیت الاول گوئٹے مالا میں ارشاد فرمایا تھا۔

جن کا اس دعوت الی اللہ سے کام ہے۔ تفصیل سے ان کو میں دوبارہ تاکید کرتا ہوں کہ بہت دعائیں کیا کریں اپنے لئے بھی اور اپنے تابع دوسرے خدمتِ دین کرنے والوں کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حکمت کے اسلوب عطا فرمائے اور قرآن کریم ایک مومن سے جیسی حکمت کا تقاضا کرتا ہے ویسی حکمت اپنے فضل سے خود آپ کو عطا فرمائے اور آپ کی تبلیغ کارگر ہو، ثمردار ہو اور محض ایک کوشش نہ ہو بلکہ ایک نتیجہ خیز کوشش ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول ہمیشہ یاد رکھنا چاہئیے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے مختلف معانی ہیں۔ بہت ہی عارفانہ کلام ہے لیکن ایک معنی یہ بھی تو ہے کہ جب درخت پھل نہ دے، وہ بنجر ہی کہلائے گا خواہ آپ اس کی کیسی ہی خدمت کریں۔ کیسی اس کی آبیاری کریں۔ دیکھنے میں وہ سرسبز و شاداب ہی کیوں نہ دکھائی دے لیکن اگر پھل سے عاری ہے تو وہ درخت کاٹے جانے کے لائق ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ پس اپنے تبلیغی کاموں کو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ پھلوں سے جانچیں اور پھلوں سے جانچنے کے لئے ایک تو پھلوں کی مقدار تعداد دیکھنی ضروری ہے۔ اگر کوششیں بڑھتی چلی جارہی ہیں، خرچ بڑھ رہے ہیں، آپ محنت کر رہے ہیں، ساری جماعت بظاہر مستعد دکھائی دیتی ہے۔ فائلوں کے منہ بھرے ہوئے ہیں۔ رپورٹوں میں صفحات کے صفحات تبلیغی کارروائیوں پر مشتمل ہیں لیکن جب نتیجہ تک پہنچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہی گنتی کے چند آدمی جو پہلے تھے ویسے ہی اس سال بھی ہیں ویسے ہی اس سے پہلے تھے تو درخت کو پھل سے پہچاننے کی کیوں کوشش نہیں کرتے۔ پس سب سے پہلا کام عہدیداران کا یہ ہے کہ اپنا اور اپنے کاموں کا اور طریق کار کا محاسبہ کریں اور بڑی گہری اور تفصیلی نظر سے دیکھیں کہ وہ اب تک کیا کیا ذرائع استعمال کر چکے ہیں اور کب سے وہ ذرائع استعمال کر رہے ہیں اور ان ذرائع کے نتیجہ میں کہیں کوئی پھل بھی لگا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ضروری نہیں کہ وہ ذرائع بیکار سمجھے جائیں بلکہ استعمال کرنے والوں پر بھی نظر کرنی پڑے گی اور بھی بہت سے ایسے اسباب ہیں جن کا ذرائع کے استعمال سے تعلق ہے اور ہر سطح پر یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ جو ان ذرائع کو استعمال کر رہا ہے وہ ذاتی طور پر خود کیا ہے۔ وہ دعا گو ہے بھی کہ نہیں اور اس کی ذاتی توجہ پورے اخلاص کے ساتھ اور انہماک کے ساتھ ان کاموں کی طرف ہے بھی کہ نہیں۔ پس ذرائع کی چھان بین، ان کی جانچ پڑتال، ذرائع کو استعمال کرنے والوں کے حالات اور ان کی جانچ پڑتال پھر ان کی اپنی صلاحیتوں کا جائزہ اور یہ دیکھنا کہ ہر شخص اپنی صلاحیت کے مطابق ہتھیار استعمال کر رہا ہے کہ نہیں۔ یہ ایک اتنا وسیع مضمون ہے کہ اسی پر اگر عہدیداران توجہ دیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ ایک دو دن کی بات نہیں ہے۔ مسلسل توجہ اور محنت کا تقاضا کرنے والا معاملہ ہے لیکن اس معاملہ میں میں کچھ باتیں مزید وضاحت سے رکھنی چاہتا ہوں کیونکہ اس قسم کی نصیحتیں میں بارہا کر چکا ہوں اور وہ کیسٹس بھی سب جماعتوں میں پہنچائی گئیں لیکن چونکہ اکثر ممالک پر اثر نہیں پڑا اس لئے میرا بھی تو یہ کام ہے کہ میں محاسبہ کروں اور دیکھوں کہ میرے اختیار کردہ ذرائع میں کیا نقص رہ گئے تھے اور دوبارہ میں پیش کروں تو کیا نئی بات پیدا کر کے پیش کروں کہ وہ باتیں جو پہلے پھل نہ لا سکی تھیں اب پھل لے آئیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ

جماعت کی زمین بحیثیت مجموعی زرخیز ہے

اور گزشتہ چند سالوں میں جماعت نے مجموعی حیثیت سے تبلیغ میں جو نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ اس بات پر تو گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ نصیحتیں سب بیکار نہیں گئیں اور محنت ضائع نہیں گئی بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ ان کوششوں کو پھل ضرور لگایا ہے لیکن کتنی زمینیں ایسی ہیں جنہوں نے بیج کو بڑھا کر واپس کیا ہے۔ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے۔ مجموعی طور پر اضافہ تو ہوا ہے اور غیر معمولی اضافہ ہوا ہے لیکن ہر جگہ نہیں ہوا۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جو مثلاً ترقی یافتہ ہیں۔ یورپ اور امریکہ اور اسی طرح کے ترقی یافتہ ممالک جاپان ہے اور ایسی ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ کے درمیان کے ممالک جو کچھ تیسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں کچھ دوسری دنیا سے کچھ پہلی دنیا سے یعنی ان کے مختلف طبقات مختلف زمانوں میں بس رہے ہیں ان کے حالات کا بھی آپ جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ اکثر ممالک میں ابھی تک ان ذرائع کے نتیجہ میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی لیکن جہاں ہوئی ہے ان کا میں نے جائزہ لیا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ جہاں اخلاص اور محنت کے ساتھ امیر اور اس کے ساتھ شامل ٹیم نے واقعتہً پوری لگن سے کام کیا ہے وہاں یہ بیان کردہ ذرائع کارگر ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے ذرائع کو تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بار بار ان کو یاد کرانے کی ضرورت ہے اور بار بار مختلف ذرائع استعمال کرنے کے طریق سمجھانے کی ضرورت ہے۔ ان خامیوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے جن کے نتیجہ میں بعض دفعہ محنتیں بیکار چلی جاتی ہیں اور درخت ثمردار نہیں ہوتے۔ یہ جو نشو و نما کا مضمون ہے یہ ساری کائنات کی ترقی کا خلاصہ ہے اور کائنات پر غور کرنے سے خواہ وہ زندگی کے وجود سے پہلے کی کائنات ہو زندگی کے وجود کے بعد کی کائنات ہو، انسان کو بہت سے حکمتوں کے موتی ملتے ہیں اور انسان کو اپنی روحانی انفرادی اور جماعتی ترقی کے لئے بہت سے گر ہاتھ آتے ہیں۔ پس ان سب مضامین پر غور کے نتیجہ میں جو باتیں اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرماتا رہتا ہے مختلف مواقع پر میں انہیں بیان کرتا رہا ہوں اور بلاشبہ بیسیوں گھنٹے کی وہ نصیحتیں ہیں جو مختلف کیسٹس میں یا ویڈیو وغیرہ میں موجود ہیں لیکن وہ بہتی چلی جارہی ہیں۔ وہ باتیں کہی جاتی ہیں لیکن جماعت کی بھاری اکثریت کے سامنے وہ نہیں آتیں اور ان کے اندر جو نشو و نما کی صلاحیتیں ہیں انہیں تحریک نہیں ملتی۔ اس لئے میں یہ زور دیتا رہا ہوں کہ جو عہدیداران ہیں وہ صرف اس بات پر اکتفا نہ کریں کہ میری باتیں سمجھ کر آگے دوستوں تک پہنچائیں بلکہ یہ کوشش کریں کہ ان دبے ہوئے مضامین کو نکالیں اور حتی المقدور کوشش کریں کہ وہ احمدی احباب جو دعوت الی اللہ کا جذبہ رکھتے ہیں ان کو یہ چیزیں سنائی جائیں۔ مجلس عاملہ کے ممبران بھی سنیں اور بار بار سنیں کیونکہ سننے کے نتیجے میں کچھ تو ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئے طریق کار معلوم ہوں گے اور کچھ ان کے اندر خود تحریک پیدا ہوگی۔ ہر انسان جو ایک کام کا ارادہ کرتا ہے اور کسی مضمون کو پڑھتا ہے نئے علم کے نتیجہ میں اسے روشنی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ مجھے روشنی مل گئی مگر یہ نہیں جانتا کہ روشنی کا سفر لامتناہی ہے۔ ایک روشنی کے بعد آگے بھی روشنی ہوا کرتی ہے اس روشنی کے بعد پھر اور بھی روشنی ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو خوابوں میں جاگتے ہیں ان کو بھی جاگنے کا ایک احساس تو ضرور ملتا ہے اور وہ یہ شعور حاصل کرتے ہیں کہ جاگنا اس کو کہتے ہیں لیکن جب سچ مچ جاگتے ہیں تو وہ کوئی اور قسم کا شعور ہوا کرتا ہے اور جاگنے کے بعد کچھ دیر تک آنکھیں ملتے رہنے کے وقت جو جاگ کی کیفیت ہے وہ تبدیل ہو جاتی ہے جب پانی کے چھینٹے پڑتے ہیں اور مستعدی کے ساتھ انسان باہر آتا ہے۔ پھر جب گھر سے نکل کر باہر دھوپ میں قدم اٹھاتا ہے تو اس کی جاگنے کی کیفیت میں ایک نیا نور پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر روزمرہ کی زندگی میں حصہ لیتے ہوئے بہت سی باتیں غفلت کی حالت میں دیکھی جاتی ہیں اور جب انسان کو اندرونی طور پر جاگنے کی توفیق ملتی ہے تو ہر قدم پر اس کو ایک نئی روشنی محسوس ہوتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اب میں جاگا ہوں اور جب انسان معرفت کے مزید درجے حاصل کرتا ہے تو بعض اوقات بڑے بڑے صوفیاء نے آخر وقت یہی محسوس کیا کہ ہم جاگے ہی نہیں تھے بلکہ ایک نسبتی کیفیت تھی۔ چنانچہ میر درد نے ایک شعر میں بڑی حسرت سے اس معرفت کا یوں اعلان کیا کہ ؎

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

تو خواب اور افسانوں کی حقیقتیں فی ذاتہ تو یہ حقیقتیں نہیں ہیں لیکن اکثر ہماری حقیقتیں جن کو ہم حقیقت سمجھ رہے ہوتے ہیں ان کی اپنی حیثیت خواب اور افسانے کی ہوتی ہے۔ یہ عمومی کیفیت ہے اس لئے انسان کو کسی مقام اور کسی مرتبہ پر جا کر پورے یقین اور وثوق کے ساتھ یہ نہیں سمجھ لینا چاہئیے کہ میرا روشنیوں کا سفر تمام ہوا اور مجھے سب کچھ حاصل ہو گیا۔ یہ عجز کا مقام ہے جو انسان کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ دنیا میں کوئی سفر بھی حقیقی عجز کے بغیر ممکن نہیں اور کوئی سفر بھی روشنی کے بغیر ممکن نہیں تو میں عہدیداران سے عاجزانہ طور پر یہ درخواست کرتا ہوں کہ جو کچھ اس مضمون پر ان کو سمجھایا گیا ہے وہ خود بھی سنیں اور توجہ سے سنیں اور پھر اپنے نفس کا محاسبہ

کریں اور اسی طرح جن لوگوں کو وہ اس کام میں استعمال کرنا چاہتے ہیں جن لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں

اپنی زبان میں سنانے کی بجائے میری زبان میں سنائیں۔

یہ کوئی بے وجہ تفاخر کے نتیجہ میں میں ہرگز نہیں کہہ رہا۔ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو کہنا میرے لئے دشوار ہے کیونکہ میری ذات سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود اپنے حیا کے جذبات کو قابو کر کے ایک فرض ادا کرنے کے طور پر یہ کہہ رہا ہوں کہ خلیفۂ وقت کو جو باتیں خدا تعالیٰ دینی کاموں سے متعلق سمجھاتا ہے ان کو کہنے کے انداز بھی عطا کرتا ہے۔ اور ان باتوں میں جیسی گہری سچائی ہوتی ہے ویسی دوسرے کی باتوں میں جگہ جگہ کہیں کہیں تو ہو سکتی ہے مگر بالعموم ساری باتوں میں ویسی سچائی نہیں آ سکتی اور ویسا اثر نہیں پیدا ہو سکتا۔ دوسرے سننے والا ہمیشہ بات کے نتیجہ میں اثر قبول نہیں کیا کرتا بلکہ بسا اوقات کہنے والے کے اثر کے نتیجہ میں اثر قبول کیا کرتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا انسانی فطرت کا راز ہے جسے سمجھے بغیر آپ خدمتِ دین کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ کلام الٰہی کا اپنا ایک اثر ہے۔ اسے لاکھ اپنی زبان میں سمجھانے کی آپ کوشش کریں جب تک کلام الٰہی کے حوالے سے وہ بات نہ سمجھائی جائے وہ اثر نہیں پیدا ہو سکتا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کلام کا ایک اثر ہے جو ۱۴۰۰ سال سے زائد عرصہ گزرا دو کم ہونے میں ہی نہیں آتا۔ وہ ایسی قوت ہے جو ہمیشہ کی زندگی رکھتی ہے اور ایسا کلام ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کے بعد اگر کوئی زندہ کلام ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کلام ہے۔ اور آپ کی برکت سے اور آپ کی غلامی میں پھر یہ طاقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نصیب ہوئی اور اسی لئے میں ہمیشہ زور دیتا رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام خصوصاً ملفوظات کی طرف جماعت کو توجہ کرنی چاہئیے۔ جیسی زندگی بخش طاقت اس زمانے کے مریضوں کے لئے اور کمزوروں اور نحیفوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت میں ہے ویسی کہیں اور نہیں دیکھی گئی۔ چند فقرے پڑھنے کے بعد ہی انسان کا ضمیر جاگنے لگ بیدار ہو جاتا ہے اور ان مضامین کو پڑھنے کے باوجود جن کے متعلق پہلے علم ہو تو لگتا ہے کہ گویا ہیں پھر بھی ہمیشہ نئی روشنی ملتی ہے۔ ہمیشہ نئی روحانی لذتیں عطا ہوتی ہیں تو کہنے والے کی بات کہنے والے کا یہ اثر ہمیشہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس کا ایک مرتبہ اور مقام ہے جو اپنے دل کو بھاتا ہے۔ اپنے دل کو پیارا لگتا ہے اور پیار کے نتیجہ میں بات میں زیادہ اثر پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ جو کہنے والے خدا کے زیادہ قریب ہیں ان کی باتیں بھی خدا کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ اور ان میں اثر بھی نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ پس ہر خلیفہ کے وقت میں جو اس زمانے کے حالات ہیں ان کے متعلق جو خلیفۂ وقت کی نصیحت ہے وہ لازماً دوسری نصیحتوں سے زیادہ مؤثر ہو گی۔ اس تعلق کی بناء پر بھی اور اس وجہ سے بھی کہ خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داری اس کے سپرد کی ہوتی ہے خود اس کے نتیجہ میں اس کو روشنی عطا کرتا ہے۔

پس پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ ان حکمت کی باتوں کو سمجھیں اور انہیں تخفیف کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ حتی المقدور کوشش کریں کہ میرا اپنے وجود سے ریکارڈڈ ہے ان کیسٹس کو یا ویڈیوز کو یا کہ پروگراموں کو لگائیں اور اگر ساری جماعت کو یکدفعہ ان باتوں سے روشناس نہیں کرا سکتے کیونکہ یہ بہت مشکل کام ہے میں جانتا ہوں۔ میں نے ہر میدان میں عملی کام کر کے دیکھے ہوئے ہیں۔ کہنا آسان ہے کرنا اتنا آسان نہیں ہوا کرتا مگر یہ ضرور ہوتا ہے کہ ہر مشکل سے مشکل کام بھی کچھ نہ کچھ ضرور کیا جا سکتا ہے۔ پس میں یہ تقاضا نہیں کرتا کہ یہ ساری باتیں آناً فاناً کر دکھائیں مگر آپ کے پروگرام میں ان کو ایک اہمیت حاصل ہونی چاہئیے۔ آپ کے پروگرام میں ان کو ایک اوّلیت نصیب ہونی چاہئیے اور اس کے نتیجہ میں پھر ہر وقت جائزہ لیتے رہنا چاہئیے کہ کتنے احباب جماعت تک جو تبلیغ کے کاموں میں متعلق ہو رہے ہیں یہ باتیں خلیفۂ وقت کی آواز میں اسی کی زبان سے پہنچائی جا چکی ہیں۔ اب اس کے لئے ایک نظام مقرر کرنا پڑے گا۔ امیر کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ تمام ذمہ داریاں ادا کرے۔ کسی علاوہ ہر قسم کے تفصیلی مضامین کی بھی نگرانی کرے لیکن آخری نگرانی بہرحال اسے کرنی ہے۔ جہاں امیر کی آنکھ غافل ہوئی وہاں ہر طرف اندھیرا ہو جائے گا۔ اس لئے امیر کے لئے ضروری ہے کہ ایسا نظام مقرر کرے کہ اس کے مددگار اور اس کے نصیر پیدا ہوں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں تو معاً قرآن کریم کی وہ آیت پھر ذہن میں ابھرتی ہے کہ وہ دعا اس موقعہ پر بہت ہی ضروری ہے۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۸۱)

کیونکہ اس دعا کا تعلق ظاہری سفر سے بہت زیادہ روحانی سفر سے ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو روحانی سفر میں جو مدارج عطا ہونے تھے ان مدارج سے تعلق ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر مرحلہ جو طے ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیر کے ذریعہ طے ہوتا ہے اور محض اپنی کوشش سے طے نہیں ہوتا۔ پس اس دعا کے ساتھ جب امراء اور دیگر عہدیداران اپنے کام کا آغاز کریں گے اور منصوبہ بندی کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نئی روشنی نصیب ہو گی۔ ان کو نئے مددگار ملیں گے اور یہ محض ایک عقلی استدلالی نہیں ہے بلکہ تجربہ کی بات ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دعا پر اخلاص کے ساتھ پورا انحصار ہو یقین کے ساتھ انحصار ہو تو روزمرہ کے طبعی مددگار صرف نہیں ملتے بلکہ ایسے مددگار ملتے ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ یقین دلاتا ہے کہ یہ دعا کا نتیجہ ہیں۔ ایسے مددگار جو پہلے غافل تھے وہ جاگ اُٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ مدد کو آ جاتے ہیں جن کے متعلق انسان کو توقع ہی نہیں تھی اور نصیر کا مضمون دن بدن مشاہدات کی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے فیض اور اس کا فضل نصیر کا روپ دھار کر غیب سے وجود میں آ جاتا ہے اور واقعۃً آپ ان مددگاروں کو دیکھتے ہیں اور پھر وہ مددگار جو خدا کی طرف سے عطا ہوتے ہیں ان میں سلطانیت پائی جاتی ہے۔

یہ ایک بہت ہی گہرا اور عظیم مضمون ہے

جو قرآن کریم کی اس دعا نے ہمیں سمجھایا کہ دعا کہ مددگار ضروری نہیں کہ اپنی مدد میں طاقت بھی رکھتے ہوں اور ان کی مدد کو غلبے کی ضمانت نصیب ہو مگر اس دعا کے نتیجہ میں جو مددگار ملتے ہیں ان کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم نے سلطانِ نصیر مانگے تھے اور تمہیں سلطانِ نصیر ہی عطا ہوئے ہیں اور اس طرح تم پہچان لو کہ جو کچھ تمہیں ملا ہے تمہیں دعا کے نتیجہ میں ملا ہے۔ سلطان کا مطلب ہے: غالب۔ بادشاہ کو بھی سلطان کہتے ہیں جس میں طاقت ہو۔ جو کرنا چاہے وہ کر دکھائے۔ جس میں دلیل بھی ہو معقولیت بھی ہو۔ سلطان بہت عظیم لفظ ہے۔ میں ایسے نصیر ملیں گے جو استدلال کی قوت رکھتے ہوں گے۔ جن میں غلبے کی صلاحیت موجود ہو گی جو جیسا چاہیں وہ کر دکھا سکتے ہوں گے۔ ایسے مددگار اگر حاصل کرنے ہیں تو اس سفر کے آغاز میں بھی یہ دعا کریں اس سفر کے دوران بھی یہ دعائیں کیا کریں۔

محاسبہ کرتے وقت بہت سی باتوں کو پیش نظر رکھنا ہو گا۔ مثلاً سفر سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس وقت آپ کس مقام پر کھڑے ہیں۔ تمام حالات کا جائزہ لینا اور یہ دیکھنا کہ ہم کون کون سے ذرائع استعمال کر رہے ہیں یہ محاسبے کے لئے ضروری ہے لیکن اس کو حقیقت کی نظر سے دیکھنا ہو گا۔ رپورٹوں کی زبان میں نہیں پڑھنا بلکہ واقعۃً جانچنا ہے۔ دیکھنا ہے پرکھنا ہے کہ جو کچھ ہونا چاہئیے وہ ہو بھی رہا ہے کہ نہیں اور کتنا ہو رہا ہے۔ اب کہنے کو تو سب کام کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ جو جو ذرائع ہمارے اختیار میں تھے ہم نے پورے کر لئے۔ ہم نے خطوط لکھے۔ ہم نے تمام احباب جماعت کو بار بار متوجہ کیا۔ ان کو بتایا کہ لٹریچر کے ذریعے دوسرے ذرائع سے تعلقات بڑھا کر دعوتیں کر کے ویڈیو دکھا کر آڈیو سنا کر اس طرح تم تبلیغ کرو ہم سب کچھ کر چکے ہیں لیکن نتیجہ ابھی نہیں نکلا۔ اور جو سب کچھ کر چکے ہیں ان میں پہلے دیکھنا یہ ہے کہ وہ کر بھی چکے ہیں کہ نہیں۔ اس چیز نے آگے جا کر عملی جامہ پہنا بھی کہ نہیں لیکن جو سیکرٹری تبلیغ ہے جب وہ یہ لکھ دیتا ہے تو اپنی رپورٹ میں مطلع کر دیتا ہے کہ ہم نے سب ذرائع اختیار کر لئے سوال اگر درست بات نہیں ہے۔ اگر سیکرٹری تبلیغ کھیت کے کنارے پر جا کر دیکھے کہ وہاں پانی پہنچا بھی تھا کہ نہیں تو اس کو معلوم ہو گا کہ وہ سب زبانی جمع خرچ تھا۔ جہاں یہ باتیں عمل میں ڈھلنی چاہئیں وہاں یہ باتیں ہی رہیں اور عملاً کچھ بھی نہیں

ہوا یا ہوا تو ایک حد کے سوا کسی نے کچھ نہیں کیا اور نہ کچھ جس نے جس طرح کیا اس پر نظر رکھنا یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ آج کے خطبہ میں تو اس کو بیان کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ لیکن آئندہ انشاء اللہ اگر کوئی اور مضمون ایسا نہ ہوا جس کو پہلے بیان کرنا ضروری ہو تو میں اس کو مزید تفصیل سے آپ کے سامنے رکھوں گا۔

سر دست میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ امراء کو ان باتوں کی روشنی میں اور جو مزید باتیں میں ان کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں نئے سرے سے اس سارے کام کو ترتیب دینا چاہیئے۔ مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ کافی نہیں ہے۔ بار بار ایسی میٹنگز بلانی پڑیں گی۔ اگر ہنگامی طور پر چند دن کی رخصتیں لے کر بھی سب کو اکٹھا دن رات بیٹھنا پڑے تو ایسا کریں لیکن مقصود یہ پیش نظر ہو گا کہ ہم نے اپنی گزشتہ حالت پر راضی نہیں رہنا کیونکہ بہت بڑا کام ہے جو ہمیں کرنا ہے اور اگر ہم نہیں کریں گے تو ہم خوابوں میں بس رہے ہوں گے اور اگر اس حالت میں ہم نے جان دے دی تو پھر میر درد کا یہ شعر ہم پر بھی صادق آئے گا کہ ؎

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا ٭ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

پس اس خواب کو حقیقت میں بدلنا ہے۔ یہ مقصد ہے اس کے لئے عزم کی ضرورت ہے اس کے لئے ایک چیلنج کو قبول کرنے کی ضرورت ہے اس فیصلے کی ضرورت ہے کہ ہم نے بہر حال تبدیلی کرنی ہے اور اس یقین کی ضرورت ہے کہ جو جماعت آپ کو میسر ہے اس میں اس بات کی صلاحیت موجود ہے۔ ہر احمدی میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ ایک سے دو اور دو سے چار ہو۔ بیج خراب نہیں ہیں۔ بیج صحیح استعمال نہیں ہو رہے یا جس طرح ان میں بعض دفعہ پڑے پڑے بوسیدگی سی پیدا ہو جاتی ہے ایسی کیفیت ہو گی لیکن بیجوں میں اگنے کی صلاحیت ضرور موجود ہے۔ دنیا میں جو قانون قدرت ہمیں دکھائی دیتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ لوگ بانجھ تو ضرور ہوتے ہیں لیکن اکثریت بانجھ نہیں ہوا کرتی۔ اکثریت میں پنپنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ پس اگر اکثریت بانجھ نظر آئے تو خدا تعالیٰ کے قانون پر حرف رکھنے کا آپ کو حق نہیں ہے۔ ہرگز ایسی جرأت نہ کریں آپ کو یقیناً یہ سوچنا چاہیئے اور یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے بیج تو ہمیں اچھے دیئے تھے لیکن ہماری غفلت سے ان بیجوں کو کچھ ایسی بیماری لگ گئی ہے یا کچھ ایسا وبال لگ گیا ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ پھوٹ نہیں رہے اور نشوونما اختیار نہیں کر رہے تو یہ ایک سفر سے پہلے کا لازمی نتیجہ ہے۔ جو سفر سے پہلے آپ کو نکالنا ہوگا ورنہ سفر کے بعد جو نتیجہ نکلنا چاہیئے وہ نہیں نکلے گا اور یہ نکتہ بھی آپ کو خوب سمجھنا چاہیئے کہ ہر سفر کے آغاز پر اس کا نتیجہ پہلے نکل جایا کرتا ہے۔ اس کو سائنس کی اصطلاح میں BLUE PRINT کہتے ہیں اور قرآن کریم نے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے اور احادیث نے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے کہ کائنات کی پیدائش سے پہلے انسان کا BLUE PRINT موجود تھا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا BLUE PRINT خدا کے علم میں موجود تھا اور اس کی تقدیر میں موجود تھا۔ پس نتیجہ وہی نکلتا ہے جو پہلے آغاز میں نکالا جا چکا ہو۔ پس اگر آپ نے تبلیغی کوششوں کے لئے ایک مکمل نظام اپنے ذہن میں رکھا اور پورے عزم کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ اپنے خیالی ڈھانچہ کو عملی جامہ ضرور پہنا کر چھوڑیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی یہ کوششیں ضرور نتیجہ خیز ہوں گی لیکن اگر سفر سے پہلے آپ کو یقین نہ ہو سفر سے پہلے آپ یہ سمجھتے ہوں کہ ہمارا کہہ دینا فرض ہے مگر یہی ہوتا رہتا ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے اسی طرح لوگ سنتے بھی ہیں اور بھول بھی جاتے ہیں۔ یاد کرانے والے یاد بھی کراتے ہیں اور پھر غافل ہو جاتے ہیں اور بالآخر وہی روئیداد جو پہلے رونما ہوا کرتی تھی وہی رونما ہوتی رہے گی۔ یہ نتیجہ جب آپ نے پہلے نکال لیا تو آپ نے اپنی ناکامی کا نتیجہ نکالا ہے۔ آپ کا BLUEPRINT بیمار ہے۔ بیج ناقص نہیں۔ آپ کے دماغ کا بیج بانجھ ہو گیا ہے۔ اس لئے بڑے گہرے غور کے ساتھ اور تیز نگاہ کے ساتھ اس بات کو خوب اچھی طرح دیکھیں کہ کون سا سفر آپ اختیار کرنے والے ہیں اور آپ کے اعلیٰ مقاصد کیا ہیں اور پھر اگر آپ یقین رکھتے ہیں کہ یہ مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ ناممکن نہیں ہے۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ناممکن نہیں رہیں گے۔ وہی مقولہ صادق آتا ہے انگریزی کا محاورہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص کو علم نہیں تھا کہ جو میں کام کرنے لگا ہوں یہ ناممکن ہے۔ پس وہ آگے بڑھا ہو اس نے اس کو کر لیا۔ یہ

ناممکن ہونے کا احساس بڑی بیماری ہے۔

سب سے بڑا مرض ہے جو تمام عضویوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ آپ بظاہر ناممکن نہ بھی کہیں اور سر تسلیم خم کر دیں کہ ہاں جی! ہم نے آپ کی نصیحتیں سن لی ہیں تو احمدیوں میں خدا کے فضل سے یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ ایک سے دو ہو سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ بظاہر تائید کر سکتے ہیں لیکن عملاً آپ کے دل کی سوچ کے اندر یہ مرض موجود ہو گا کہ ٹھیک ہے جی اسی طرح ہوتا آیا ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے یہ تو خیالی باتیں ہیں۔ آئیڈیل باتیں ہیں کبھی عملی دنیا میں ہوتی نہیں۔ اس لئے ٹھیک ہے کوشش کریں گے۔ ہو گا تو وہی جو پہلے ہوتا رہا ہے تو آپ نے اپنی تمناؤں کی جڑوں پر ابھی سے تبر رکھ دیا۔ جو تمنائیں ہی مر جائیں ان کے آگے اس کے نتیجے کیسے پیدا ہو سکتے ہیں اس لئے جاگیں اور بیدار ہوں اور یقین کریں کہ خدا تعالیٰ نے جیسے دنیا کے نظام میں اکثر بیجوں میں پھولنے پھلنے کی صلاحیت رکھی ہوتی ہے۔ اکثر انسانوں کو یہ صلاحیت بخشی ہے کہ وہ صحیح طریق اختیار کریں تو خدا ان کو اولاد عطا کرے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت بھی گزشتہ انبیاء کی جماعتوں کی طرح بالعموم یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ وہ پھولے پھلے اور دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دے اور اتنے وقت میں کرے کہ اس انقلاب کے دوران وہ آپ بیمار نہ ہو چکی ہو۔ وہ اُمتیں جن کو پھل دیر سے لگتے ہیں۔ بہت لمبے عرصے بعد لگتے ہیں۔ ان کی نشوونما بعض دفعہ ایسے موانع سے ہوتی ہے جو ان کے اختیار میں ہی نہیں ہوتے۔ خدا کی تقدیر کا وعدہ ہے کہ میں غالب آؤں گا اور غالب کر دوں گا تو زمانے کے حالات ایسے ہو جاتے ہیں کہ اکثریت ان کے موافق ہو جاتی ہے مگر ضروری نہیں کہ ان کے اندر صلاحیتیں باقی رہتی ہوں۔ ضروری نہیں کہ وہ صالح لوگ رہیں۔ بہت سی فتوحات ایسی بھی ہوتی ہیں جبکہ اُمتیں بیمار ہو چکی ہوں اور پھر فتح نصیب ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم جب تک کمزور اور محدود تھی باصلاحیت تھی۔ اس میں ایسے لوگ تھے اور بڑی کثرت سے تھے جنہوں نے وحدانیت کو ہمیشہ زندہ رکھا۔ وحدانیت سے چمٹے رہے۔ وحدانیت کا علم بلند رکھا۔ اس کی خاطر قربانیاں دیں۔ خدا کی توحید پر قائم رہے۔ ان کا ذکر سورۂ کہف میں اصحاب الکہف کے ذکر میں ملتا ہے لیکن جب عیسائیت سے روم فتح ہو گیا تو ایسی حالت میں فتح ہوا کہ تثلیث پھیل چکی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ فتح کا وعدہ تو خدا نے پورا کر دیا کیونکہ وہ مسیح سے وعدہ تھا لیکن وہ ایک بیمار فتح تھی۔ اس کے نتیجہ میں یہ نہیں کہ دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ میں پہلے بھی اس مضمون پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ سچے مذاہب بگڑنے کے باوجود بھی بہت سی صلاحیتیں زندہ رکھتے ہیں اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ سچے مذاہب خواہ بگڑ چکے ہوں ان کے غلبے سے دنیا کو فائدہ نہ پہنچا ہو۔ ایک جہت سے نہ ہو دوسری جہت سے پہنچ جاتا ہے مگر مذہب کا جو اصل اعلیٰ مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوتا اور ہر مذہب کا اعلیٰ مقصد توحید کا قیام ہے۔ پس عیسائیت کی بڑی بدنصیبی ہے کہ ایسی حالت میں فتح پائی جب کہ توحید بالعموم ہاتھ سے جاتی رہی تھی اور بہت تھوڑے رہ گئے تھے جو توحید پر قائم تھے۔ پس مراد یہ بحث نہیں ہے کہ آپ میں بڑھنے اور پھیلنے پھولنے کی صلاحیت ہے بلکہ اس صلاحیت کو اس تیزی سے استعمال کریں کہ آپ کی روحانی صلاحیتیں ابھی زندہ ہوں اور ان میں نقص نہ پیدا ہو چکے ہوں۔ اگر بیمار حالت میں آپ کو ترقی نصیب ہو تو اس ترقی کا کوئی نمایاں فائدہ نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ فائدہ تو ضرور ہو گا لیکن اعلیٰ مقاصد میں آپ ناکام ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ترقی کی رفتار کا اقدار کی حفاظت سے ایک گہرا تعلق ہے۔ بہت دیر تک اگر قوموں کو ترقی نہ ملے تو بعض دفعہ آہستہ آہستہ زنگ لگنے شروع ہو جاتے ہیں اور غیر معاشروں سے وہ مغلوب ہونے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے معاشرے کے اندر ایک طاقت پیدا ہونی چاہیئے اور وہ تعداد کے بڑھنے سے ہوتی ہے۔ وہ طاقت جو اس یقین کے ساتھ پیدا ہوتی ہے کہ ہم غالب آ رہے ہیں اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اقدار کی بھی حفاظت ہوتی ہے ورنہ دیر تک ترقی نہ ملنے کے نتیجہ میں یا شکست روی کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ جو کچھ انسان نے حاصل کیا ہے وہ بھی ہاتھ سے جانے لگتا ہے اور قومیں روحانی لحاظ سے تنزل اختیار کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

پس بہت سے ایسے محرکات ہیں بہت سی ایسی وجوہات ہیں جن پر نظر رکھتے ہوئے میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری روحانی بقا کے لئے آج تیز رفتاری سے آگے بڑھنا ضروری ہے۔ آج ہمیں ایسے ممالک چاہئیں جہاں جماعت احمدیہ غالب آ کر ایک غالب معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کر سکے ورنہ اپنے معاشرے کی صحت پر ہی نئی نسلوں کو یقین

نہیں رہے گا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن سے گفتگو ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے احمدیت اچھی ہوگی مگر وہ کونسی جگہ ہے جہاں احمدیت نے دُنیا کی حالت تبدیل کر کے ایک پُر امن معاشرہ پیش کیا ہو جس کے نتیجہ میں ہم کہہ سکیں کہ ہاں یہ تجربہ باقی دُنیا کے لئے بھی لائق تقلید ہے۔ ایسا کوئی ملک ہمیں نظر نہیں آتا۔ بستیاں کچھ دکھائی دیں گی مگر ایسی بستیاں جن پر شہر معاشرے کے غلبہ کی وجہ سے اچھی چیزیں بُری چیزوں کی ملاوٹ ہے اور کوئی بھی ایسی بستی نہیں دکھائی جاسکتی جس کو ہم کہہ سکیں کہ ہاں یہ خالصۃً احمدی معاشرے کی نمائندہ ہے کیونکہ اس پر احمدیت ہی اثر انداز ہوتی ہے اور باقی اثرات سے اس بستی کو بچایا گیا ہے۔ یہ غلبہ کے نتیجہ میں ہوا کرتا ہے۔ پس مجھے ایک کوڑی کی بھی دلچسپی سیاسی غلبہ میں نہیں۔ مگر اس بات میں دلچسپی ہے کہ احمدیت کو تمدنی اور معاشرتی غلبہ نصیب ہو اور اس کا ایک تعلق سیاسی غلبہ سے ضرور ہے خواہ سیاست کی آپ کو ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہ ہو۔

آپ کو ملکوں میں تمدّنی غلبے حاصل کرنے کی ضرورت ہے

اور ضروری اکثریت کے بغیر یہ غلبہ حاصل ہو نہیں سکتا۔ اس لئے اور باتوں کے علاوہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم تیزی کے ساتھ پھیلنا پھولنا پھلنا بڑھنا شروع کر دیں اور ہر ملک میں ایک انقلابی تبدیلی واقع ہو۔ پس امراء کو چاہیئے اور ان کے ساتھ دوسرے خدمت کرنے والوں کو چاہیئے کہ اس مضمون کی اہمیت کو تو سمجھیں۔ بہت ہی اہم مضمون ہے۔ امریکہ ہو یا یورپ کے دیگر ممالک وہاں اس کثرت سے اسلام کی دشمن قدریں بڑھ رہی ہیں اور نئے عزائم لے کر اسلام پر حملہ کرنے کیلئے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ ایسی حالت میں کہ جب آپ کمزور ہیں اتنے کمزور ہیں کہ آپ کا معاشرہ اپنی ذات میں اپنی حفاظت کی اندرونی طاقت بھی نہیں رکھتا تو کہاں تک آپ یہ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ دُعاؤں اور مسلسل محنت کے ذریعہ بچے نسلوں کو آپ سنبھال سکتے ہیں مگر آپ کے ماحول میں اردگرد جو لوگ رہتے ہیں وہ آپ سے بحیثیت قوم متاثر نہیں ہو سکتے۔ انفرادی طور پر ہو سکتے ہیں مگر کونسا ملک ہے جہاں یہ کہا جاسکے کہ احمدی معاشرہ غالب آگیا ہے اور وہ ایک مثال بن گیا ہے اور تمام ملک کے باشندوں کی نظریں اس معاشرے کی طرف اُٹھ رہی ہوں۔ جب تک یہ واقعہ نہیں ہوتا ہماری تمدنی اور معاشرتی قدروں کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اس لئے یورپ کے ممالک میں خصوصیت کے ساتھ احمدیت کو ایک جھرجھری لے کر بیدار ہونا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے کہ بظاہر وہ بیدار ہیں لیکن ابھی خواب میں ہیں۔ نئے ارادوں کے ساتھ اُٹھنا چاہیئے اور نئے عزم کے ساتھ نئے منصوبے بنانے چاہئیں اور دُعائیں کرتے ہوئے اس سفر کا آغاز کرنا چاہیئے جس کا اکثر جگہ آغاز بھی نہیں ہوا۔ بہت ہی طمانیت کے ساتھ اور بہت ہی خود اعتمادی کے ساتھ بعض یورپ کے امراء مجھے لکھتے ہیں کہ الحمدللہ خدا کے فضل سے آپ کی دُعاؤں سے اس سال ہمیں ۲۰ بیعتیں ملی ہیں جب کہ گذشتہ سال مثلاً ۵ تھیں اور مَیں کہتا ہوں اللہ رحم کرے۔ میری دُعائیں اگر ایسی ہی ہیں تو اللہ میرے اوپر بھی رحم کرے۔ مَیں تو دُعائیں کرتا ہوں کہ ہزاروں لاکھوں میں تبدیل ہوں اور مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ تمہاری دُعاؤں سے یہ ملی ہیں۔ مَیں کہتا ہوں اللہ مجھے معاف کرے۔ یہ کیسی دُعائیں ہیں جو نعوذ باللہ من ذالک ایسی نامقبول ہیں مگر دُعائیں بھی اس وقت قبول ہوتی ہیں جب دُعائیں جن کے لئے کی جاتی ہیں وہ صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ یاد رکھیں کہ اولاد کے حق میں بھی دُعائیں نہیں لگا کرتیں اگر اولاد ان کو قبول کرنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو اور اُسے تمنا ہی نہ ہو۔

یہ خدا تعالےٰ کی تقدیر کا ایک عجیب مضمون ہے

جس میں فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ[۱] کا مضمون خدا کی تقدیر میں ہر جگہ صادق آتا ہے۔ ہر شخص کی اپنی تمنا اور خواہش کا اس کی زندگی کا رُخ ڈھالنے میں ایک گہرا تعلق ہے اور محض دوسرے کی دُعائیں کارگر ثابت نہیں ہوتیں جب تک وہ خود اُن دُعاؤں کے رُخ پر چلنے کی تمنا پیدا نہ کرے۔ ہوائیں ضرور سفر میں ممد ہو جایا کرتی ہیں۔ سمندری سفروں میں بھی اور دُنیا کے عام سفروں میں بھی ہوائی جہازوں کی بھی ہوائیں مدد کرتی ہیں۔ موٹروں کی بھی مدد کرتی ہیں۔ پیدل چلنے والوں کی بھی مدد کرتی ہیں لیکن جو ہوا کے مخالف چل رہا ہو اس کی کیسے مدد کر سکتی ہیں۔ ان لئے دُعاؤں کا مضمون بھی ہواؤں سے ایک نسبت رکھتا ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آپ کے حق میں آپ کی اپنی دُعائیں یا میری دُعائیں یا ان بزرگوں کی دُعائیں جو ہم سے پہلے گزر گئے اور بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے دعائیں کرتے رہے انہوں نے جو ان دی تبھی مقبول ہونگی جب آپ ان دعاؤں کے رُخ پر سفر کرنے کے ارادے کریں گے اور ارادے ہی نہیں کریں گے بلکہ جب ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشش کریں گے تو پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی رفتار کو کس طرح غیر معمولی الٰہی تائید حاصل ہوتی ہے۔ پس یہ ۷۰، ۸۰، ۱۰۰، ۲۰۰ یورپ اور امریکہ اور کینیڈا کی اطلاعات ایسی تکلیف دہ ہیں کہ دل حیران ہو جاتا ہے کہ انکو کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اور کیوں یہ یقین نہیں کرتے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے چند افراد چند اور آدمی پیدا کر رہے ہیں تو باقی افراد کیوں بانجھ پڑے ہیں۔ وہ بانجھ نہیں ہیں آپ نے ان کیلئے وہ ماحول نہیں پیدا کیا جس میں وہ نشو و نما پا سکتے ہیں۔ ان کی اتنی تربیت نہیں کی۔ ان کی مدد نہیں کی۔ انکے مسائل پر پورا غور نہیں کیا۔ یہ جائزہ نہیں لیا کہ آپ کس طرح تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس میں کیا کیا نقص رہ گئے ہیں۔ کون سے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں تھے جو نہیں کئے۔ کون سے ذرائع ہیں جن کا ذکر کاغذوں میں تو ملتا ہے مگر عمل کی دُنیا میں ناپید ہیں۔ ان سب جائزوں کے بغیر جس کو مَیں محاسبہ کا نام دے رہا ہوں آپ کے سفر کا آغاز ہو ہی نہیں سکتا۔ پس آج کے خطبہ میں آخری نصیحت یہی ہے کہ آپ محاسبہ کریں اور منصوبہ بنانے سے پہلے خوب اچھی طرح معلوم کر لیں کہ ساری جماعت میں کہاں کہاں کیا کیا کیفیت ہے۔ کس صلاحیت کے لوگ ہیں۔ کون سے ایسے ہیں جو تبلیغی لحاظ سے نشو و نما کی صلاحیت اس حد تک رکھتے ہیں کہ آپ انکو تھوڑا سا بھی سمجھائیں اور ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھائیں تو وہ چل سکتے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو ابھی اس معیار سے نیچے ہیں اور ان کی صلاحیتیں مخفی ہیں۔ ابھی ان پر زیادہ محنت اور کام کی ضرورت ہے۔ ہر پہلو سے یہ جائزے لے کر جب آپ مکمل طور پر اپنی پہچان کر لیں گے کہ آپ کہاں کھڑے ہیں تو اسکا نام محاسبہ ہے اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

محاسبے ہی کا دوسرا نام روشنی ہے۔

ہر سفر کے آغاز سے پہلے اگر اندھیروں کا سفر ہو تو روشنی کی ضرورت ہے اور محاسبہ آپ کو روشنی عطا کرتا ہے۔ اگر اپنا محاسبہ کئے بغیر آپ سفر کریں گے تو آپ ٹھوکریں کھائیں گے۔ آپ کو پتہ نہیں چلے گا کہ کس رُخ پر جانا ہے اور وہ سفر اگر طے بھی ہو تو بڑی مصیبت اور مشکل سے طے ہوگا لیکن تیز رفتاری سے ہرگز نہیں۔ روشنی مل جائے تو اندھیروں کا سینہ چیرتے ہوئے وہ آگے آگے بڑھتی ہے اور آپ کو ساتھ لئے لئے جس رفتار سے آپ چاہیں آپکو آگے بھگائے پھرتی ہے اور بہت قوت اور یقین اور حوصلے کے ساتھ آپ پُر خطر راہوں کے بھی سفر کر سکتے ہیں کیونکہ آپکو خطرات دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ پتہ لگتا ہے کہاں کوئی جانور ہے۔ کہاں کوئی پتھر ہے۔ کہاں کوئی گڑھا ہے۔ کہاں سڑک کا کنارہ ہے۔ کہاں جھاڑیاں ہیں۔ کہاں قدم رکھنے ہیں کہاں نہیں رکھنے یہ باتیں محاسبہ سے ملتی ہیں۔ پس دُعا کے بعد جو ہمیشہ اوّلیت رکھتی ہے اور ہمیشہ اوّلیت رکھے گی اور ہمیشہ ساتھ چلے گی آپکو تبلیغ کا سفر کرنے سے پہلے اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ جن جن باتوں کی طرف میں نے نشاندہی کی ہے ان میں بھی محاسبہ کریں اور پھر اس محاسبہ کے بعد منصوبے بنائیں اگلا قدم کیا ہونا چاہیئے اسکی کچھ تفاصیل انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کرونگا اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ تمام ممالک کے امراء اور انکے ماتحت انکی مجالس عاملہ خواہ انکا شعبہ اصلاح و ارشاد سے تعلق ہو یا نہ ہو وہ سارے اپنی زندگی کا اوّل مقصد یہ بنائیں گے کہ ہم نے تبلیغی نقطۂ نگاہ سے جماعت میں ایک انقلاب برپا کر دینا ہے۔ ایک نئی فضا پیدا کرنی ہے۔ نئی زمین بنانی ہے۔ نیا آسمان بنانا ہے۔ کیونکہ اس بوسیدہ زمین اور بوسیدہ آسمان میں تو ہمارے سفر طے نہیں ہو سکتے جس میں آج ہم سانس لے رہے ہیں۔ ہماری صلاحیتوں کی اکثریت بیکار بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم کو خدا تعالیٰ نے نشو و نما کی جو طاقتیں دی ہوئی ہیں انکو پنپنے کیلئے جس ماحول کی ضرورت ہے ابھی وہ میسر نہیں ہے۔ اس لئے اس مضمون پر انشاء اللہ آئندہ مزید روشنی ڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم جلد جلد بیدار ہوں اور بیدار ہونے کے بعد نئی بیداریوں کے سفر شروع کریں۔ نئی روشنیاں پھیلا رہا ہوں۔ ہماری رفتاریں بڑھیں اور دیکھتے دیکھتے ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بخش دین کو ساری دُنیا میں پھیلانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ٭

۱؎ سورۃ الکہف: ۳۰

حفظ اللسان
(زبان کی حفاظت)

از قلم :- مکرم مولوی محمد نذیر صاحب مبشر مبلغ سلسلہ جماعت ہُبلی

اللہ تعالیٰ نے کامل مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے اپنے کلام پاک میں فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (سورۃ مومنون) یعنی کامل مومن وہ ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ پھر سورۃ الفرقان میں فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ یعنی رحمٰن خدا کے سچے بندے وہ ہیں جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ اُن سے لڑتے جھگڑتے نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔ جماعتوں میں اخوت و محبت اور اتفاق و اتحاد معاشرہ کی درستی اور اپنے گھروں کو جنّت بنانے کے لئے زبان کی حفاظت ضروری ہے۔ کیونکہ اکثر باہمی لڑائی جھگڑے اور اختلافات فتنہ و فساد ترش کلامی اور بد زبانی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

ہمیشہ مُومنین کو ایسی بات کہنی اور کرنی چاہیئے جو موقعہ و محل کے مطابق ہو ہر لحاظ سے بہتر و بھلائی والی ہو۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم نے حقیقی مسلمانوں کی ایک علامت یہ قرار دی ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ يَدِهٖ وَلِسَانِهٖ (بخاری شریف) یعنی حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضؓ نے آنحضرت صلعم سے پوچھا یا رسول اللہ کیا زبان سے نکلنے والی باتوں پر بھی مؤاخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں زبان کی حفاظت پر ہی تو اعمال صالحہ کے ثمرات حسنہ کا دارومدار ہے۔ ایک اور روایت آتی ہے کہ ایک شخص نے آپ صلعم سے پوچھا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے۔ آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا کہ زبان کی حفاظت کرو۔ زبان کی حفاظت کرو۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت (بخاری شریف)

یعنی جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ خیر کی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔

پھر نبی اکرم صلعم نے زبان کی حفاظت کرنے والے کو جنّت کی ضمانت دیتے ہوئے یوں فرمایا مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری)

یعنی جو شخص مجھ کو اس چیز کی ضمانت دے جو اس کے دونوں کلّوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان ہے اُس کو مَیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"مومنوں کی منظم جماعت کا مدار تقویٰ پر ہوتا ہے وہ ہر بات سے پہلے سوچتے ہیں کہ یہ تقویٰ کے خلاف تو نہیں اور ہر کام سے پہلے غور کرتے ہیں کہ کہیں یہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب تو نہیں ہوگا .... تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۲)

متقی انسان کسی ایسے خلق کو اپنے اندر پیدا ہونے نہیں دیتا جو روحانی صفات کے خلاف ہو۔ مگر ان سب سے نازک معاملہ زبان کا ہے ایک کلمہ کفر تمام نیکیوں کو ضائع کرنے اور حبط اعمال کا باعث بن جاتا ہے اس لئے بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنا چاہیئے کہ کہیں یہ تقویٰ کے خلاف تو نہیں جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے زبان سے تکبر کر لیتا ہے زبان سے ہی فرعونی صفات آ جاتی ہیں اور اسی زبان سے پوشیدہ اعمال کو ریا کاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۲۳)

نیز فرمایا :-

"نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دُور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ مَیں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے فرمایا ایک بزرگ کی کسی دُنیا دار نے دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر سے کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا اُس بزرگ نے فرمایا تو' تو بہت قابل رحم ہے ان تینوں فقروں میں تو نے اپنے تینوں حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب صرف اس سے یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۲۴)

پھر فرمایا :-

"متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے اُس کے مُنہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو۔ نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔ ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اُس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اُس کے کہنے میں کہاں تک ہے جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو نہ بولنا بہتر ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۲۴)

ترمذی شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضؓ نے نبی اکرم صلعم سے دریافت کیا کہ نجات کا کیا ذریعہ ہے تو آپ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اپنے گھر میں پڑے رہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دُعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ مکرمہ شریفہ بی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب مالاباری آف سورب عرصہ دو سال کی علالت کے بعد مورخہ ۲۵ ۱۱ ۹۱ بروز سوموار بعمر پچھتر ۷۵ سال اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

والدہ صاحبہ علالت سے قبل صدر لجنہ اماء اللہ کے عہدہ پر فائز رہیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور جماعتی کاموں میں ذوق و شوق سے حصّہ لینے والی تھیں۔ والدہ صاحبہ نے خاکسار سمیت نو ۹ لڑکے تین لڑکیاں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں پیچھے چھوڑی ہیں۔ مرحومہ سورب میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے والی خاتون تھیں۔

خاکسار مبلغ ۱۰۰ روپے اعانت بدر میں دیتے ہوئے والدہ صاحبہ مرحومہ کی بلندی درجات اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کیلئے احباب جماعت و قارئین بدر سے خصوصیت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتا ہے۔

خاکسار۔ ایم نور احمد صدر جماعت احمدیہ سورب (کرناٹک)

درخواست ہائے دُعا

(۱) خاکسار کی اہلیہ کچھ دنوں سے بیمار ہے اور طبیعت اکثر خراب رہتی ہے لہٰذا خاکسار کی اہلیہ کی کامل شفایابی کے لئے اور بچوں کی صحت و تندرستی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ منیر الحق مبلغ سلسلہ کلکنور (آندھرا)

(۲) :- مکرم عبدالمنان صاحب صدر جماعت گُنڈ بگواڑ اعانت بدر میں ۱۰/ روپے ادا کرتے ہوئے تمام احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل فالج نے حملہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دُعاؤں کے طفیل کافی حد تک شفا ہو چکی ہے مگر ابھی تک چلنا پھرنا مشکل ہے اور ایک ہاتھ بھی بالکل کام نہیں کر رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد اپنے فضل سے کامل شفا عطا فرمائے۔ خاکسار۔ محمد نذیر مبشر مبلغ سلسلہ ہُبلی۔

(۳) :- خاکسار کی اہلیہ کے پیٹ میں گذشتہ کچھ عرصہ سے اَلسر ہو جانے کی وجہ سے بے حد پریشانی ہے ڈاکٹروں نے آپریشن کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ علاج جاری ہے معجزانہ رنگ میں کامل شفایابی کیلئے نیز خاکسار کی ملازمت میں ترقی اور تمام بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے تمام بزرگان سلسلہ سے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر میں ۔ پچاس ۵۰ روپے ادا کئے ہیں۔ خاکسار۔ سید کمال الدین تالچیر۔ (اڑیسہ)

قسط نمبر ۶

جماعت احمدیہ کے افراد پر مقدمات کی ایک جھلک

از مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن

(۷۴) منڈی بہاؤالدین دعوت افطاری کیس:۔

مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۹۰ کو شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کی انتظامیہ جو سبھی احمدی ہے کے خلاف ایک مقدمہ درج کیا گیا جس میں شکایت کی گئی کہ جنرل منیجر شوگر ملز فاروق احمد صدیقی اور لیبر آفیسر کریم الدین نے رمضان المبارک میں افطار پارٹی کے لئے ایک دعوتی کارڈ تقسیم کیا جس پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ پاکستان کے جاہل ملاؤں کا کہنا ہے کہ ایک احمدی کے لئے ایسا لکھنا تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/c کے تحت جرم ہے۔

(75) فیصل آباد کلمہ بیج کیس:۔

مورخہ 14/2/85 کو فیصل آباد کے چار احمدی نوجوانوں محمد حنیف، طاہر احمد محمود، شاہد محمود، اور خالد محمود کے خلاف کلمہ بیج لگانے کی وجہ سے زیر دفعہ 298/c ایک مقدمہ درج کیا گیا تھا۔

مورخہ 24/6/86 کو فیصل آباد کے ایک مجسٹریٹ محمد اسمٰعیل نے اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے چاروں احمدی نوجوانوں کو دو دو سال قید اور ایک ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی تھی۔ جس پر سیشن جج کی عدالت میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی گئی۔ سیشن جج نے مقدمہ دوبارہ ماتحت عدالت میں بھجوا دیا ہے۔ جہاں مقدمہ کی سماعت جاری ہے۔

(76) سرگودھا موٹر سائیکل کلمہ سٹکر کیس:۔

یہ مقدمہ مکرم گل محمد صاحب ساکن چک نمبر 93 شمالی سرگودھا کے خلاف 26 اپریل ۱۹۹۰ کو قائم کیا گیا۔ واقعات کے مطابق گل محمد صاحب اپنی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر بازار سے سودا سلف لینے گئے جہاں مجلس ختم نبوت کے چند لوگوں نے ان کے موٹر سائیکل پر کلمہ طیبہ کا سٹکر دیکھ کر انہیں پکڑ لیا اور کہا کہ ہم احمدی کو اس کے موٹر سائیکل سمیت جلائیں گے۔ چنانچہ وہ مٹی کے تیل کا کنستر بھی لے آئے تاکہ آگ لگائی جا سکے۔ مگر دو کانداروں نے بیچ بچاؤ کر کے ان کی جان بچائی۔ مولوی حضرات بعد میں تھانے گئے اور ان کے خلاف 298/c کے تحت مقدمہ درج کرا دیا۔

اس مقدمہ کا فیصلہ 28 ستمبر ۱۹۹۱ء کو ہوا اور مکرم گل محمد صاحب کو سرگودھا کے ایک مجسٹریٹ نے موٹر سائیکل پر کلمہ طیبہ کا سٹکر لگانے کے جرم میں تین سال قید اور دو ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی فیصلہ کے خلاف اپیل سیشن جج کی عدالت میں کی جا رہی ہے۔

(77) گورنمنٹ ڈگری کالج تبلیغ کیس:۔

مورخہ 2/6/88 کو گورنمنٹ ڈگری کالج فیصل آباد کے ایک احمدی طالبعلم محمد انور ولد غلام رسول صاحب، کو پرنسپل کالج نے اپنے دفتر میں بلایا اور باز پرس کی کہ تم نے سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پمفلٹ کالج کے لڑکوں میں کیوں تقسیم کئے۔ محمد انور نے بتایا کہ لڑکوں نے مذکورہ پمفلٹ زبردستی اس سے چھین لئے تھے۔

پرنسپل نے محمد انور کو کالج سے خارج کر دیا اور ساتھ ہی پولیس میں شکایت کر دی کہ محمد انور نے کالج کے لڑکوں میں تبلیغ کی ہے چنانچہ اس کے خلاف زیر دفعہ 298/c پرچہ درج کر دیا گیا۔ جو ابھی تک چل رہا ہے۔

(78) ملتان نماز کیس:۔

مقدمہ نمبر 397/85 تاریخ مقدمہ 15 اگست 1985ء۔

مورخہ 23 فروری 1985 کو ہیوی میکینکل کمپلکس ٹیکسلا کے سیلز منیجر محمود احمد شمس صاحب سرکاری ڈیوٹی واپڈا پاور ہاؤس ملتان آئے اس وقت انہوں نے اپنے کوٹ کے کالر پر کلمہ بیج لگا رکھا تھا ظہر کے وقت انہوں نے ایک اور احمدی دوست امجد علی کے ساتھ نماز ادا کی بعد میں انہیں معلوم ہوا کہ انتظامیہ پاور ہاؤس کی شکایت پر ملتان پولیس نے ان دونوں کے خلاف زیر دفعہ 298/c مقدمہ درج کیا ہے۔

مکرم محمود احمد شمس پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے "مسلمانوں کی طرح نماز ادا کی" جس کی وجہ سے "مسلمانوں" کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ نیز یہ کہ انہوں نے کلمہ بیج لگا کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہے۔ اسی طرح امجد علی پر بھی نماز ادا کرنے کی وجہ سے مقدمہ درج کیا گیا۔

مقدمہ محمد حسین بلوچ مجسٹریٹ درجہ اول ملتان کی عدالت میں پیش ہوا جہاں امجد علی کو تو بری کر دیا گیا مگر محمود احمد شمس کو 28 جنوری 1990 کو ایک سال قید با مشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ اس سزا کے خلاف سیشن کورٹ ملتان میں اپیل دائر کی گئی۔ مگر ایڈیشنل سیشن جج ملتان نے اپیل کو مسترد کرتے ہوئے محمود احمد شمس کی سزاؤں کو بحال رکھا۔ چنانچہ اب اپیل ہائی کورٹ میں دائر کی گئی ہے اور مکرم محمود احمد شمس ضمانت پر رہا کر دئے گئے ہیں۔

(79) سرگودھا انگوٹھی کیس:۔

(سرکار بنام عبد الشکور)

مقدمہ نمبر 39/90 تھانہ سٹی سرگودھا

یہ مقدمہ کارکنان ختم نبوت کی درخواست پر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۹۰ کو مکرم عبد الشکور صاحب، ولد ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب ساکن ربوہ پر زیر دفعہ 298/c تھانہ سٹی سرگودھا میں درج ہوا۔ درخواست میں شکایت کی گئی کہ مکرم عبد الشکور صاحب قرآنی آیت "الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ" والی انگوٹھی پہنے ہوئے ہیں چنانچہ اس اطلاع پر پولیس نے انہیں بازار سے گرفتار کر لیا۔

20 جولائی 1991 کو سرگودھا کے مجسٹریٹ درجہ اول اعجاز حسین بلوچ نے انہیں قرآنی آیت والی انگوٹھی پہننے پر تین سال قید با مشقت اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی اور انگوٹھی بحق سرکار ضبط کر لی۔

فیصلہ میں یہ بھی لکھا گیا کہ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید ۹ ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

فیصلہ کے خلاف اپیل کی جا رہی ہے۔

(80) ملتان تبلیغ کیس:۔

سرکار بنام محمد حنیف، محمد احسن، برادران

مقدمہ نمبر 34/87 تھانہ پرانی کوتوالی ملتان

مورخہ 9/2/87 کو دو احمدی بھائیوں مکرم محمد حنیف صاحب اور محمد احسن صاحب کے خلاف زیر دفعہ 298/B اور 298/c ایک مقدمہ پرانی کوتوالی ملتان میں درج کیا گیا ان دونوں پر الزام یہ ہے کہ انہوں نے مورخہ ۹ فروری 1987 شام 5½ کے لگ بھگ اپنے ہمسایہ دو کانداروں کو بلا کر احمدیت کی تبلیغ کی اور انہیں کتب "ستارہ قیصریہ" اور "ایک غلطی کا ازالہ" مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور "قبول احمدیت کی داستان" پڑھنے کے لئے دیں۔

مورخہ 27/11/90 کو اس مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے سید زاہد حسین قادری مجسٹریٹ درجہ اول ملتان نے مکرم محمد حنیف و محمد احسن کو زیر دفعہ 298/B تین تین سال قید با مشقت بشمول تین تین ماہ قید تنہائی و مبلغ پندرہ پندرہ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں ۹،۹ ماہ قید مزید کا حکم دیا۔

اسی طرح زیر دفعہ 298/c دونوں کو تین تین سال قید با مشقت بشمول تین تین ماہ قید تنہائی وہ مبلغ 15، 15 ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں ۹،۹ ماہ قید مزید سزا بھگتنی ہوگی اس طرح دونوں کو کل چھ چھ سال قید با مشقت بشمول چھ چھ ماہ قید تنہائی اور تیس تیس ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں دونوں کو مزید ۱½، ۱½ سال کی قید کی سزا دی گئی۔ فیصلہ کے خلاف اپیل کی گئی آجکل یہ مقدمہ اسسٹنٹ کمشنر سٹی ملتان کی عدالت میں منتقل ہو چکا ہے جہاں سماعت جاری ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۵

اختتامی اجلاس اختتامی اجلاس ٹھیک 3½ بجے دن محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ مرکرہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم نذیر احمد صاحب نے خدام و اطفال کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ بعدہ خدام و اطفال کے تلاوت قرآن کریم، تقریر و نظم خوانی کے مقابلے ہوئے جو رات ½5 بجے تک جاری رہے۔

ہمارے اس اجتماع کی کاروائی بذریعہ لاؤڈ اسپیکر گردونواح کے مسلم و غیر مسلم احباب نے بھی سنی۔ اختتام پر محترم صدر اجلاس نے اختتامی تقریر بزبان کنڑا کی۔ اس کے بعد محترم جی۔ ایس۔ شریف احمد صاحب منتظم اسٹیج نے تمام منتظمین و خدام و اطفال لجنات و انصار کا شکریہ ادا کیا۔

تقسیم انعامات آخر پر علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو انعامات و اسناد بذریعہ محترم ڈی۔ اے رحیم صاحب تقسیم کئے گئے۔ بعد ازاں خاکسار کی اختتامی دعا کے ساتھ بفضلہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مرکرہ کا پہلا سالانہ اجتماع نہایت کامیابی اور احسن طریق پر ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

● —— مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ شموگہ تحریر کرتے ہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ شموگہ کے زیر اہتمام جملہ خدام شموگہ نے ماہ نومبر میں بفضلہ تعالیٰ 3 وقار عمل کئے اور تین تربیتی اجلاسات کا انعقاد ہوا۔

واحد ولاشریک خدا

از مکرم محمد نجیب خان صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

اس کرہ ارض پر جس قدر بھی مذاہب پائے جاتے ہیں وہ خدا کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں اور پوری طرح اسبات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا موجود ہے کوئی بھی اہل مذہب اس خیال سے خالی نہیں ہے۔ کیا یہودی اور کیا عیسائی اور کیا ہندو کسی کو اس سے انکار نہیں ہے لیکن جہاں تک خدا کے وجود کا سوال ہے ہر مذہب مختلف رنگ میں اپنے اپنے بتلائے ہوئے عقیدہ پر قائم ہے اور اپنے اصل عقیدہ سے بہت دور جا پڑا ہے۔ ابتداء میں ہر مذہب خدا کو واحد مانتا اور اس پر ایمان رکھتا تھا لیکن بعد میں خود غرض اور مفاد پرست مذہب کے ٹھیکیداروں نے اس میں نئی نئی تبدیلی کی۔ اور خود تراشیدہ عقیدہ کو خدا کی توحید پر ترجیح دی۔ جیسا کہ عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی بھی تثلیث کی تعلیم نہیں دی۔ اور وہ واحد خدا کے پرستار تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

"اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔"

(مرقس باب ۱۲: ۳۰)

"خداوند ایک خدا ہے اس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے۔"

(مرقس ۳۲: ۱۲)

نیز عہدنامہ قدیم میں درج ہے۔

"خداوند ہی خدا ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں...... پس آج کے دن تو جان لے اور اسبات کو اپنے دل میں جمالے کہ اوپر آسمان میں اور نیچے زمین پر خداوند ہی خدا ہے اور کوئی دوسرا نہیں۔"

(استثناء باب ۴ آیت ۳۵ تا ۴۰)

ہندوؤں کو دیکھو وہ بھی ایک نہیں دو نہیں بلکہ سینکڑوں دیوی دیوتا اور مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں ہر ایک نے عبادت کیلئے الگ الگ خدا تصور کر لئے ہیں۔ اس زمانہ میں جب لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا تو ان کے رشیوں اور اوتاروں نے تصویری زبان میں خدا کی صفات کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اور جب تک وہ اوتار زندہ تھے تب تک یہ مشرکانہ طریق عبادت رواج نہ پکڑا لیکن جیسے ہی ان کی روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی ان کے پیروؤں نے الگ الگ خدا کو جو کہ ان کے مرسلوں نے تصویری زبان میں دیا تھا پوجنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنے اوتاروں کی صورتیں کو پتھروں میں نقش کیا۔ اور ان کی بھی پوجا شروع کر دی کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے

اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم۔
آج مندر میں وہ بھگوان بنے بیٹھے ہیں۔

حالانکہ ان معصوم اوتاروں نے کبھی بھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ صاف لفظوں میں اپنے آپ کو انسان قرار دیا تھا۔ چنانچہ شری رام چندر جی خود فرماتے ہیں کہ:-

"میں اپنے آپ کو صرف اتنا ہی سمجھتا ہوں کہ میں محض ایک انسان ہوں۔ اور دشرتھ کا بیٹا ہوں۔"

(رامائن یدھ کانڈ ۱۱: ۱۱۴)

بھارت میں خدا کی طرف سے مبعوث شدہ تمام اوتاروں اور مرسلوں نے توحید کا ہی حکم دیا ہے۔ بھگوت گیتا میں درج ہے۔

"ایشور ہی دنیا میں موجود ہے وہ تمام روحوں کو جسموں میں داخل کر کے سارے سنسار کو اپنی قدرت سے چلاتا ہے...... اے ارجن تو پورے طور پر اسی خدائے واحد کے چرنوں میں اپنے آپ کو سپرد کر جس کے نتیجہ میں تجھے دائمی امن اور شانتی حاصل ہوگی۔"

(بھگوت گیتا ۶۲، ۶۱: ۱۸)

اسلام نے خدائے واحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے پر زور صریح الفاظ میں اس کی دلیل بھی دی ہے کیونکہ قرآن مجید ہر بات کو عقلی دلیل کے ساتھ انسان کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اور ہر دعویٰ کے ساتھ عقلی دلیل بھی دیتا ہے۔ اور عقل کے ذریعہ سے پرکھنے کی تلقین کی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ:- تو کہدے (اصل) بات یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے اللہ وہ (ہستی) ہے جس کے سب محتاج ہیں) وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور اس کی (اصلی صفات میں) کوئی بھی شریک کار نہیں ہے۔ (سورۃ اخلاص)

یہ خدا کے واحد ہونے کا دعویٰ ہے جو قرآن مجید نے تمام بنی نوع انسان کیلئے ابطور چیلنج پیش کیا مندرجہ بالا آیت کریمہ میں "احد" (اکیلا) کا لفظ استعمال کرتے ہوئے خدا کا وجود اکیلے ہونے کا عقیدہ لوگوں کے دلوں میں پختہ کر دیا۔ عربی زبان میں احد اور واحد دونوں مفرد کیلئے استعمال ہوتے ہیں واحد کے بعد دو یا دو کا تصور ذہن میں پیدا ہوتا ہے لیکن "احد" ایک ایسا لفظ ہے جس کے بعد ثانی کا کوئی تصور نہیں ہے اور یہ عدد تعدد کے امکان کو رد کر دیا جاتا ہے۔ صرف قرآن کا ہی یہ دعویٰ ہے خدا ہی ایک ایسا وجود ہے جو ایک ہے۔ باقی ہر ایک کا جوڑا ہے اور ہر چیز مرکب ہے اس دعویٰ کی دلیل میں واضح عقلی ثبوت پیش کرتا ہے۔ فرماتا ہے کہ

"وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ"

اور ہر ایک چیز کے ہم نے نر و مادہ (جوڑا) بنائے ہیں۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(الذاریات آیت نمبر ۵۰)

خدائی ہستی کے علاوہ ساری چیزیں جوڑے کی شکل میں پیدا کی گئی ہیں یہ دلیل قرآن کے علاوہ کوئی بھی مذہبی کتاب پیش نہیں کرتی۔ اس لئے ان کے ماننے والوں نے ٹھوکر کھائی لیکن اسلام کے ذریعہ قدرت کی تمام چیزوں کو اس کے مقابل پر شاہد ٹھہرایا کیونکہ اسلام قدرت کا آئینہ ہے اور اسلام ہی دین فطرت ہے۔ قدرت کے اندر رونما ہونے والی تمام باتیں قرآن مجید میں بطور دعویٰ و دلیل کے پائی جاتی ہیں۔ اس لئے قدرت پر سرسری نظر دوڑانے سے معلوم ہوگا کہ ہر چیز خواہ باریک در باریک بھی ہو مرکب سے پیدا کی گئی ہے۔ کوئی بھی چیز اس حکم سے باہر نہیں۔ اس کے ذریعہ سے خدا اپنی شان کو لوگوں کے درمیان ظاہر کرتا ہے۔ قدرت کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

انسان نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے اور قرآن نے نطفہ کو مرکب ثابت کیا ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح سب پر واضح ہے تا وضاحت کی ضرورت نہیں جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:-

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ

ترجمہ ہم نے انسان کو ایک نطفہ سے پیدا کیا ہے جس میں مختلف قوتیں ملی ہوئی ہیں۔ (الدھر ۳)

اسی طرح بجلی کا بھی جوڑا ہے بجلی POSITIVE اور NEGATIVE ہے۔ نباتات میں بھی یہی سلسلہ دیکھا گیا ہے برجوں کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے ہر برج دو ستاروں سے مرکب ہے۔ H. N. RUSSIL جو کہ بڑے سائنسدانوں میں شمار کئے جاتے ہیں کہتے ہیں سورج دو بڑے ستاروں سے مرکب ہے کذالک ۱۹۴۲ء تک ایٹم بھی اکیلا مانا جاتا تھا۔ جس کو ٹکڑا کرنا ناممکن سمجھا جاتا تھا لیکن بعد میں محنتوں اور کوششوں کے نتیجہ میں ۱۹۴۲ء میں آئن سٹائن نے ایٹم کو ٹکڑے کر کے دکھایا جس کے نتیجہ میں ایٹم بم نمودار ہوا اسی طرح ایٹم کے اندر جو ELECTRON، PROTON اور NUTRON ہے۔ یہ باریک ذرہ بھی مرکب ہے ELECTRON کا پوزیٹرون جوڑا ہے اور PROTON کا اینٹی پروٹون جوڑا ہے اور NUTRON کا اینٹی نیوٹرون جوڑا ہے۔ نیز پانی کو بھی بہت مدت تک مفرد خیال کیا جاتا تھا بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ بھی مرکب ہے دو HYDROGEN اور ایک OXYGEN (H_2O) سے پانی بنتا ہے اور طاقت بھی POSITIVE CHARGE اور NAGATIVE CHARGE مل کر ہے طاقت ENERGY اکیلی ٹھہر نہیں سکتی بلکہ اس کے ساتھ LIQUIED یعنی سیال مادہ کوئی ہونا ضروری ہے۔ روسی سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ جو چیز خود کفیل ہو کر کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے مزید تحقیق میں لانے سے معلوم ہوتا ہے اس کے اندر دو قوتیں کام کر رہی ہیں۔

پس قرآن کریم کی اس دلیل کے مطابق ہم اشیاء کو پرکھتے ہیں تو خدا کی وحدانیت پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوتی ہے اور اس میں مزید روشنی کی کرنیں پڑتی ہیں اسی طرح قدرت کی تمام چیزیں قرآن مجید کی اس دلیل پر شواہد کے طور پر ہیں اسلئے قرآن نے جس خدا کو پیش کیا ہے اس کو چھوڑ کر دنیا کی کسی چیز کی پرستش کرنا دور از عقل ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے عقلی طور پر خدا کا وجود واحد ہونے کے ثبوت میں مستحکم اور مسکت دلائل پیش کئے ہیں دنیا کی ہر چیز کو ایک اہم سہارے کی ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے الصمد میں اس بات کی تردید کر دی ہے کہ وہ کسی چیز کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے کسی چیز کی ضرورت نہیں وہ صمد اور بے نیاز ہے لہٰذا کوئی بھی انسان جس کے اندر عقل کا ایک ذرہ بھی کام کر رہا ہے وہ کسی حالت میں قدرت کا مشاہدہ و معائنہ کرتے ہوئے شرک کو اختیار نہیں کرے گا۔ اسلام ہی ہے جو حقیقتاً خدا کے واحد لاشریک و بے نیاز اور غالب ہونے کا راستہ بتاتا ہے۔ اسلام کے علاوہ جتنے بھی مذاہب ہیں ان کے اندر یہ خوبی پائی نہیں جاتی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں...... اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی بھی صفت معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے۔" (الوصیت صفحہ نمبر ۱۲-۱۳)

نیز فرماتے ہیں "ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

"آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے۔"

درخواست دعا

مکرم زین الدین صاحب حامد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ان دنوں بخار کھانسی کے درد کے سبب علیل ہیں جس کا اثر چہرہ پر بھی پڑا ہے۔ موصوف کی صحت کاملہ کیلئے درخواست دعا ہے (ادارہ)

ہماری تربیتی و تبلیغی مساعی

● مکرم حضرت علی احمد صاحب، صدر جماعت احمدیہ نزار بیتا آسام لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جماعت احمدیہ "نزار بیتا" آسام کو جماعتی نظام کے تحت مختلف قسم کے تربیتی و تبلیغی پروگرام مرتب کر کے ان کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق ملی چنانچہ جماعت احمدیہ "نزار بیتا" آسام کے متفقہ فیصلہ اور مشورہ کے مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اوائل میں غیر احمدی احباب کی خواہش کے مطابق بمقام "لنگا" میں محفل مذاکرہ کا انعقاد عمل میں آیا ہماری جماعت کی طرف سے مجیب کی حیثیت سے مبلغ سلسلہ آسام مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق تھے جبکہ مولوی صاحب موصوف کے ہمراہ معلم وقف جدید مکرم عبد الاول صاحب بھی رہے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے ضلع بریٹیا کے ایک معمر عالم دین جناب مولانا غلام صمد صاحب مجیب تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق ہر قسم کے اختلافی امور پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا خاص کر ختم نبوت کے موضوع پر آپس میں کافی کشیدگی پیدا ہونے لگی تب غیر احمدی عالم اپنے مدمقابل کے علم الکلام سے بوکھلا کر واضح طور پر قرآن حدیث سے دلائل تلاش کرنے کے بجائے فتاوے کی کتابوں کا سہارا لینے لگے خاص کر "فتویٰ عالمگیری" اور "مجموعہ فتاویٰ مولوی عبد الحیؒ" تب مبلغ جماعت احمدیہ مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق نے تحدی کے ساتھ یہ دقیق نقطہ بیان کیا کہ اس وقت جو فتویٰ "مجموعہ فتویٰ مولوی عبد الحیؒ لکھنوی" پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ تو تحریف شدہ ہے اجرائے نبوت کے تعلق سے بعد کے ایڈیشنوں سے اس فتویٰ کو خارج کر دیا گیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی اس لغزش شدید سے غیر احمدی عالم ضد میں آگئے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تب مولوی برق صاحب نے اپنے پاس سے اس کتاب "مجموعہ فتاوی عبد الحیؒ" کے پرانے ایڈیشن اصل سے وہ حوالہ نکال کر دکھایا۔ جس سے واضح طور پر یہ ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں امتی نبی آسکتا ہے۔ دوسرا دلچسپ نقطہ اس وقت جو اسی فتویٰ کی کتاب سے محفل میں پیش کیا گیا وہ یہ کہ اس کتاب "مجموعہ فتویٰ عبد الحی" میں مفتی کے نام کے ساتھ "خاتم المحدثین" کے الفاظ بھی لکھے ہیں جس سے بآسان طریق سے قرآنی آیت "خاتم النبین" کا مطلب اور مفہوم بھی حل ہو جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اچانک اس قسم کے اچھوتے حوالہ سے مدمقابل کے اوسان خطا ہو گئے چند منٹ تک تو محفل میں سکوت کی کیفیت طاری رہی پھر آہستہ سے دبی ہوئی زبان سے غیر احمدی عالم اُس محفل میں یہ کہنے پر مجبور ہوئے:۔

"مطلب یہ ہے کہ امتی نبی آسکتے ہیں جو حضور نبی کریمؐ کی نبوت کی بس وکالت ہی کرتی ہے۔"

خدا کا شکر ہے پروگرام بڑا دلچسپ رہا احباب کرام کی دلچسپی کے لئے خاتم المحدثین حضرت ابو الحسنات مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی رحؒ کا وہ حوالہ پیش خدمت ہے جس سے کہ مدمقابل کا ناطقہ بند کیا گیا:۔

"استفتاء نمبر:۔ ما قولکم حضرات علماءِ حنفیہ سے صورت مسئلہ کی پوچھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص مرد ھندی ناخواندہ قوم افغان دعوی نبوت کا اس پردے میں کرے کہ میں وکیل پیغمبر آخر الزمان کا ہوں اور واسطے تردید کتب نصاریٰ کے پیغمبر خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ ایک مطبع محمدی قائم کر کے کتب تردید نصاری تصنیف کر کے چھپوا دوں تا دین نصاری باطل اور رد ہو جائے پس اس قول کو زبان مرد ھندی ناخواندہ سے باور کرنا اور اس پر اعتقاد لانا کہ بے شبہ یہ وکیل مختار فرستادہ نبی آخر الزمان کا ہے یا اسکی مدد خرچ کرنا بنام مطبعہ دینا روا ہے یا نہیں؟

(جواب اس فتویٰ کا یہ لکھا ہے ناقل) ھو المصوب اگر وہ شخص اپنی وکالت پر اس امر کو سند گردانتا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا ہے پس بعد تحقیق و تفتیش اس کے خواب کی تصدیق اسکی ہو سکتی ہے ورنہ قول اسکا پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ واللہ اعلم۔

حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ۔

(بحوالہ مجموعہ فتاوی جلد اول صفحہ ۱۰۷-۱۰۶ از مولانا عبد الحیؒ لکھنوی مطبوعہ لکھنؤ)

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صاحب علم غیر احمدی حضرات خاص کر علماء اسلام کے دل و دماغ کے پردہ کو ختم نبوت کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے لئے کھول دے اور اپنے ... پاکیزہ عقیدہ کو اپنانے کی توفیق پائیں آمین اور یہ کہ اس محفل مذاکرہ کے دور رس نتائج ظاہر ہوں (آمین)

● مکرم مولوی مطلوب احمد صاحب خورشید مبلغ سلسلہ سمبلیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۱۵/۱۰/۹۱ کو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق سمبلیہ سے دو آدمی بذریعہ سائیکل باچپور گاؤں کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر تقریباً پندرہ افراد کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا گاؤں کے امام الصلوٰۃ سے بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ اس گاؤں میں صرف ایک احمدی دوست ہیں۔ اسی دن شام کو بعد نماز مغرب محمد یوسف صاحب نے جلسہ کا پروگرام بنا رکھا تھا اور جلسہ سے دو دن قبل سمبلیہ و ہیری کے احمدی دوستوں کے علاوہ قرب و جوار کی بستیوں کے غیر احمدی دوستوں کو بھی دعوت نامے بھجوائے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سے قبل سمبلیہ و ہیری کے احمدی دوست کثیر تعداد میں پہنچ چکے تھے۔ بعد نماز مغرب و عشاء جلسہ کا پروگرام شروع کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم حنیف انصاری صاحب نے کی تلاوت سے آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد تقاریر ہوئیں پہلی تقریر مکرم عبد الواحد صاحب آف سمبلیہ نے بعنوان "چودھویں صدی نے ہمیں کیا دیا" کی اس کے بعد دوسری تقریر خاکسار مولوی مطلوب احمد خورشید نے "آنحضرتؐ کا مخالفین سے حسن سلوک اور مذہبی رواداری" کے موضوع پر کی بعدہ اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم مولوی شوکت انصاری صاحب مبلغ سلسلہ نے بعنوان "مامور زمانہ کی ضرورت" پر تقریر کی آخر میں صدر جلسہ نے اپنی مختصر تقریر میں جماعت احمدیہ کی مساعی پر روشنی ڈالی اور دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا بعد جلسہ مکرم محمد یوسف انصاری صاحب نے جملہ حاضرین کی خدمت میں شیرینی طعام پیش کیا قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے اخلاص و کاروبار میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے اور اس جلسے کے نیک نتائج برآمد فرمائے۔ آمین۔

● مکرم مولوی محمد نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ سلسلہ ہبلی تحریر کرتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماہ نومبر ۱۹۹۱ء کے شروع میں تین یوم کا تبلیغی پروگرام بنا کر ایک وفد کی صورت میں خاکسار محمد نذیر مبشر مبلغ سلسلہ ہبلی مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان اور مکرم فیروز احمد صاحب نے الور اور رامدرگ کے گاؤں کا تبلیغی دورہ کیا اور لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ رامدرگ کے گاؤں میں مسلمانوں کے تقریب چالیس ۴۰ گھر ہیں وہاں پر ہم نے دو یوم کا قیام کیا چونکہ جماعت احمدیہ کے بارے میں غیر احمدی مولویوں نے سادہ قسم کے مسلمانوں کو سمجھایا کہ ہمارا کلمہ اور نمازیں الگ ہیں تو اُس وقت انہوں نے ہم کو دعوت دی کہ اذان اور نماز آپ ہماری مسجد میں آکر پڑھائیں ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہم نماز کے وقت سے قبل ہی مسجد میں چلے گئے۔ حافظ مخدوم شریف صاحب نے خوش الحانی سے بلند آواز میں مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اذان دی اس کے بعد خاکسار نے نماز عشاء ادا کروائی نماز کے بعد خاکسار نے سورۃ جمعہ کی آیات کی تلاوت کر کے ظہور امام مہدی علیہ السلام کے متعلق قرآن اور حدیث کی روشنی میں درس دیا جس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن لوگوں نے بہت اچھا اثر لیا۔ اور ہم کو کہا کہ آپ دوبارہ پھر یہاں آئیں۔ اسی طرح ہبلی کے ہائی اسکول میں جا کر پیغام احمدیت پہنچایا اور اساتذہ کے اسٹاف سے تقریباً دو گھنٹے تک وفات مسیح ناصری علیہ السلام، صداقت مسیح موعود علیہ السلام اور خاتم النبین صلعم پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اور اُن سب نے ہمارا لٹریچر بھی خوشی سے قبول کیا۔ اسطرح کم و بیش دو صد افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا گیا جن میں سے ... نے قادیان آنے کا وعدہ بھی کیا ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ سعید رُوحوں کو حقیقت سمجھ کر احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح ۱۱/۹۱/۱۵ کو بلاری میں ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں تربیتی موضوع پر تقاریر ہوئیں۔

● مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مرکرہ کے پہلے سالانہ اجتماع کا انعقاد

رپورٹ مرتبہ:۔ مکرم مولوی رفیق احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ مرکرہ

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مرکرہ کا دو روزہ پہلا سالانہ اجتماع بڑے جوش و خروش سے مورخہ ۲۳ و ۲۴ نومبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوا۔ اجتماع میں مجلس موگرال سے دو نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

ورزشی مقابلہ جات مورخہ ۲۳ نومبر کو پہلے دن مختلف ورزشی مقابلہ جات "گدی گے" کے مشہور گراؤنڈ جہاں پرانے مہاراجاؤں کی یادگاریں بنی ہوئی ہیں، میں ہوئے۔ شائقین میں خدام و اطفال کے علاوہ انصار اللہ لجنات بھی کثیر تعداد میں تھے۔ غیر مسلم و غیر احمدی احباب بھی آئے۔ تلاوت، اور عہد کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی دعا کے بعد صبح ۱۰ بجے سے شام ۶ بجے تک خدام و اطفال کے مختلف دلچسپ ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

افتتاحی اجلاس ۲۴ نومبر بروز اتوار ۱/۲ ۱۰ بجے افتتاحی اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ مرکرہ ہوا۔ تلاوت، عہد و نظم کے بعد صدر جلسہ نے بزبان کنڑ خدام و اطفال سے خطاب فرمایا۔

علمی اور دینی مقابلہ جات افتتاحی پروگرام کے بعد اطفال کے درج ذیل مقابلہ جات ہوئے۔ عہد، اذان، دینی سوالات Quize اور مقابلہ نماز اطفال کے ان مقابلہ جات کے بعد خدام کا مقابلہ دینی سوالات Quize ہوا یہ تمام مقابلہ جات 2 بجے تک ہوتے رہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

اظہار افسوس

نہایت افسوس اور دلی ہمدردی کے ساتھ بغرض دُعا تحریر ہے کہ دہلی میں مقیم ہمارے مخلص احمدی بھائی مکرم ایم۔ ایس۔ قریشی صاحب (پی۔ ایس۔ بی۔ ایل۔ ایل۔ بی علیگ) کی والدہ محترمہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے آبائی وطن مراد آباد میں وفات پا گئی ہیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی عمر تقریباً اسی برس تھی۔ نیک سیرت، با اخلاق، دینی کاموں میں بہت دلچسپی رکھنے والی خصوصاً غرباء و حاجت مندوں کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرنے والی ملنسار خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ عفو و مغفرت کا سلوک فرمائے۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے تین لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کی وفات پر مکرم قریشی صاحب موصوف اور ان کے خاندان کو جو صدمہ پہنچا ہے اُس پر ہم برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ متوفیہ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحومہ کی وفات سے جو خلا اس خاندان میں پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اُس خلا کو اپنی رحمت سے پُر فرمائے اور ہر ایک کو راضی بقضاء الٰہی رہنے کی توفیق بخشے آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دُعا کی غرض سے موصوف نے مبلغ پانصد روپیہ امانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

(ادارہ بدر)

درخواست دعا

۱۔ خاکسار اخبار بدر کے ذریعہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ خاکسار اپنا نیا بزنس بریڈ فورڈ انگلستان میں شروع کرنے والا ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ اس بزنس کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اسی طرح خاکسار کی والدہ محترمہ کچھ عرصہ سے علیل ہیں ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے حضور انور ایدہ اللہ کا علاج ہو رہا ہے۔ اسی طرح خاکسار کے پیر میں تکلیف ہے حضور انور اس کا بھی علاج فرما رہے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کی والدہ محترمہ اور خاکسار کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور ہماری جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے روزی میں برکت عطا فرمائے، مقبول خدمت دین کی سعادت عطا فرمائے۔

خاکسار۔ محمد عبد الباری ملک بریڈ فورڈ انگلستان
حال مقیم قادیان۔

۲۔ خاکسار کے چچا زاد بھائی عزیز طاہر احمد ان دنوں کافی بیمار ہیں جسم میں خون کی کمی ہوتی جا رہی ہے دہلی AIMIS میں دکھانے کے لئے وطن برہ پورہ سے عنقریب آ رہے ہیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے اسی طرح خاکسار کی والدہ محترمہ بھی اکثر بیمار رہتی ہیں ان کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار۔ انور رضا خان مقیم دہلی)

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا فریضہ ہے۔ (منیجر بدر)

تصانیف مکتبہ اصحاب احمدؑ

(۱)۔ روایات ظفر (یعنی حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی) یکے منجملہ ۳۱۳ صحابہ و خاص مقربین)

(۲)۔ اصحاب احمد جلد دہم (یکے منجملہ ۳۱۳ صحابہ و خاص مقربین) حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحبؓ) کی روایات و حالات زندگی۔

(۳)۔ اصحاب احمد جلد نہم (ایڈیشن دوم بھاری اضافہ کے ساتھ زیر طبع روایات و حالات زندگی حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحبؓ قادیانی۔ منجملہ ۳۱۳ صحابہ جن کی تعریف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کو دس ہزار مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک قرار دیا۔

ملنے کا پتہ: منیجر اصحاب احمد۔ قادیان۔ ۱۴۳۵۱۶

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم
جیولرز

پروپرائیٹر:۔ سیّد شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر: ۶۲۹۴۴۱۳

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339- (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشادِ نبوی
اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ
(گناہ پر پشیمان ہونا ہی اصل توبہ ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF:-6378622
RESI:-6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOOD OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD.
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹۔ میسکولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں۔
NTR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
CALCUTTA -700015.
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!!

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
یانی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔
43-4028 - 5137 - 5206